الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد 25 | جمعۃ المبارک 31/اگست 2018ء | 19 ذوالحجہ 1439 ہجری قمری ❁ 31/ظہور 1397 ہجری شمسی | شمارہ 35

ذکرِ حکیم

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم ذکرِ حکیم اور نورِ مُبین اور صراطِ مستقیم ہے۔ اس میں تم سے پہلے اور بعد کے زمانے کی خبریں ہیں اور تمہارے درمیان حَکَم ہے۔

(سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن باب من قرء القرآن)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

وسیع عام ہدایت اور کامل قطعی وحتمی دلائل حضرت ایزدی کی جناب سے مسیح موعود کے زمانہ سے ہی مختص ہیں۔ اس زمانہ میں پوشیدہ حقائق منکشف ہوں گے اور حقیقت پر سے پردہ ہٹا دیا جائے گا۔ باطل ملّتیں اور جھوٹے مذاہب ہلاک ہوجائیں گے اور اسلام شرق وغرب پر غالب آ جائے گا اور چند مجرموں کو چھوڑ کر حق ہر گھر میں داخل ہوجائے گا۔

’’پس حاصل کلام یہ ہے کہ وسیع عام ہدایت اور کامل قطعی وحتمی دلائل حضرت ایزدی کی جناب سے مسیح موعود کے زمانہ سے ہی مختص ہیں۔ اس زمانہ میں پوشیدہ حقائق منکشف ہوں گے اور حقیقت پر سے پردہ ہٹا دیا جائے گا۔ باطل ملّتیں اور جھوٹے مذاہب ہلاک ہوجائیں گے اور اسلام شرق وغرب پر غالب آ جائے گا اور چند مجرموں کو چھوڑ کر حق ہر گھر میں داخل ہوجائے گا۔ اور سارا کام مکمل ہوجائے گا۔ اور اللہ جنگوں کو موقوف کردے گا۔ زمین پر امن قائم ہوگا اور دلوں کی گہرائیوں میں سکینت اور صُلح کاری نازل ہوگی۔ درندے اپنے درندگی اور سانپ اپنی زہرناکی چھوڑ دیں گے۔ ہدایت واضح ہوجائے گی اور گمراہی تباہ ہوجائے گی۔ کفر اور شرک کا صرف معمولی سا نشان رہ جائے گا اور صرف بیمار دل ہی فسق اور بداعمالی سے چمٹا رہ جائے گا۔ گمراہوں کو ہدایت دی جائے گی اور جو قبروں میں پڑے ہیں وہ اٹھائے جائیں گے۔ اللہ کے ارشاد اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ کا یہی معنی ہے۔ یہ بعث وہ بعث ہے جسے نہ پہلوں نے دیکھا اور نہ ہی تمام سابقہ رسولوں اور نبیوں نے۔ اور جو اللہ کا دین ہے اگرچہ اس کا امر آغاز سے ہی قوت اور استعداد کے اعتبار سے تمام ادیان پر غالب تھا لیکن قبل ازیں اس کے لئے یہ اتفاق نہ ہوا تھا کہ وہ حجت اور اسناد کی رو سے تمام ادیان سے مقابلہ کرے اور انہیں کلیۃً ہزیمت دے دے اور ثابت کردے کہ وہ سب فساد سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ (سچا دین) استدلال کے اسلحہ سے لیس ہوکر پہلوانوں کی طرح نکلے یہاں تک کہ تمام شہروں اور ملکوں میں پھیل جائے۔ یہ خدائے ودود کی طرف سے مقدر تھا کیونکہ اس کی طرف سے پہلے سے ہی یہ فرمان صادر ہوچکا تھا کہ کامل غلبہ اور وسیع ترین اور سب سے بڑی بھلائی مسیح موعود کے زمانہ سے ہی مختص ہے۔ اسی وجہ سے شیطان نے اس بابرکت زمانہ تک مہلت مانگی تھی۔ پس اللہ نے اسے مہلت دے دی تا وہ سب کچھ پورا ہوجائے جس کا اس نے سب جہانوں کے لئے ارادہ فرمایا ہے۔ پس شیطان نے اپنے تمام پیروکاروں کو گمراہ کردیا۔ پس انہوں نے اپنے معاملہ کو اپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کرکے بانٹ لیا اور سب گروہ اس پر جوان کے پاس تھا اِترانے لگے اور صحیح راستہ پر صرف اللہ کے نیک بندے ہی رہ گئے۔

اس میں بھید یہ ہے کہ اس خدا کی طرف سے جس نے عالَم کو چھ وقتوں میں پیدا کیا ہے، زمانہ کو چھ قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے جو یہ ہیں۔ آغاز کا زمانہ، بڑھنے اور نشوونما پانے کا زمانہ، کمال اور انتہا کا زمانہ، انحطاط اور اللہ سے تعلق میں کمی اور ربط میں کمی کا زمانہ، قسما قسم کی گمراہیوں کی وجہ سے موت کا زمانہ اور موت کے بعد اٹھائے جانے کا زمانہ۔ یقیناً اللہ کے نزدیک آدم کے وقت سے آخری زمانہ تک لوگوں کی مثال اُس کھیتی کی مانند ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہوجائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہوجائے۔ پھر زرد ہوجائے اور پھر اللہ کے حکم سے جھڑنے لگ جائے پھر فصل کاٹی جائے اور زمین خالی ہوجائے۔ پھر اللہ اُسے اُس کی موت کے بعد زندہ کرے تو وہ سرسبز وشاداب ہوجائے اور وہ اس میں لہلہاتی سرسبز روئیدگی اگائے اور کسانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کردے۔ اسی طرح اللہ نے سب عالموں کے لئے مثال بیان کی ہے۔ اس مقام سے ثابت ہوا کہ روحانی موت کا زمانہ ربّ العالمین کی طرف سے مقدر تھا اور یہ بھی مقدر تھا کہ تھوڑے سے نیک بندوں کے سوا باقی سب لوگ چھٹے ہزار میں گمراہ ہوجائیں گے۔ اسی لئے شیطان نے کہا تھا کہ میں ضرور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ اگر یہ تقدیر نہ ہوتی تو وہ لعین یہ بات کرنے کی جرأت نہ کرتا اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ اللہ نے ان زمانوں کے پیچھے بعث و ہدایت اور فہم ودرایت کا زمانہ رکھا ہوا ہے اس لئے اس نے اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ کہا تھا۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ زمانوں میں سے آخری زمانہ بعث کا زمانہ ہے جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں۔ گویا کہ اللہ نے چھ ہزار سالوں کو چھ زمانوں میں تقسیم کیا تھا اور ساتویں (ہزار) کے ایک حصہ میں قیامت کو رکھ دیا۔ جب چھٹا ہزار آیا جو کہ خدائے کریم کی طرف سے بعث کا زمانہ ہے تو گمراہ کرنے کا کام مکمل ہوگیا اور کمینے شیطان کی وجہ سے لوگ کئی فرقوں میں بٹ گئے۔ سرکشی بڑھ گئی اور مختلف گروہ اس طرح ٹھاٹھیں مارنے لگے جیسے بھاری لہریں ٹھاٹھیں مارتی ہیں اور گمراہی پہاڑوں کی طرح بلند ہوگئی اور لوگ جہالت، فسق، بے حیائیوں اور لاپرواہی کی موت مر گئے اور موت ہر قوم، علاقہ اور جہت میں عام طور پر پھیل گئی۔ تب اللہ نے دیکھا کہ بعث کا وقت آن پہنچا ہے اور موت کا وقت اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے تو اس نے اپنا رسول بھیجا تا مردوں کو زندہ کرے جیسا کہ قرون اولیٰ میں اس کی سنت جاری رہی ہے۔ اور یہ مخلوق کے رب کی طرف سے ایک پورا ہوکر رہنے والا وعدہ تھا۔ پس یہ مسیح ہی حضرت کبریا کی طرف سے خاتم الخلفاء اور وارث انبیاء اور امام منتظر ہے نیز وہ آدم بھی ہے جس سے اللہ نے زندگی بخشنے کا سلسلہ دوسری مرتبہ شروع کیا اور اللہ نے اس کا نام احمد رکھا کیونکہ اس کی وجہ سے ربّ جلیل کی زمین میں اسی طرح حمد کی جائے گی جیسا کہ آسمان میں اُس کی حمد کی جارہی ہے۔ نیز اللہ نے اس کا نام عیسیٰ بن مریم اس وجہ سے رکھا کہ اس کی روحانیت کو اللہ نے اپنی جناب سے پیدا کیا تھا اور زمین پر آباء کی طرح اُس کا کوئی روحانی استاد نہ تھا۔ حضرت کبریا کی طرف سے جو مسیح ہے اسے عیسیٰ کا لقب اس لئے دیا گیا کہ اس پر تمام اُمتوں کے نبی خیر الاصفیاء ﷺ کی خلافت ختم ہوئی جیسا کہ عیسیٰؑ پر موسیٰؑ کے سلسلہ کی خلافت ختم ہوئی اور اس لئے بھی اس کا نام مسیح ہے کہ مقدر تھا کہ اس کا نام زمین میں پھیل جائے گا اور ہر قوم میں عزت اور بزرگی کے ساتھ اس کا ذکر کیا جائے گا۔ وہ ایک جہت میں برق کی مانند ظاہر ہوگا اور پھر دوسری جہات میں بھی چمکے گا اور آسمان کی تمام فضا کو روشن کردے گا اور اس لئے بھی کہ ازل سے یہ لکھ دیا گیا تھا کہ وہ حقائق پر سے پردہ ہٹانے سے آسمان کو چھوئے گا اور اس کے زمانہ میں کوئی نکتہ پردہ اخفاء میں نہیں رہے گا۔ پس وہ جو خاتم الخلفاء ہے اس کا نام مسیح رکھے جانے کی یہ تین وجوہ ہیں۔ اگر تو اہل دانش میں سے ہے تو اس میں غور وفکر کر۔ اور یقیناً وہ اپنے اس نبیؐ سے فیض یافتہ ہے جو کہ ان تینوں صفات کا پورے طور پر مالک ہے۔‘‘

............(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 229 تا 235۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

تقریر جلسہ سالانہ یوکے 2018ء

بچوں کی نیک تربیت میں والدین کا کردار

راجہ منیر احمد خان ۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ۔ ربوہ

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا (الفرقان:75)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے ”بچوں کی نیک تربیت میں والدین کا کردار“۔

حضرت اَنس بن مالِک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آؤ اور اُن کی اچھی تربیت کرو۔

(ابن ماجہ ابواب الادب باب بر الوالد و الاحسان الی البنات)

جو والدین اپنے بچوں سے شروع سے ہی عزت کے ساتھ پیش آتے ہیں ان کے بچے بھی بڑے ہو کر اپنے والدین اور دیگر لوگوں کے ساتھ بھی عزت کا معاملہ کرتے ہیں اور یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جاتا ہے۔

حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔

(ترمذی ابواب البر و الصلہ باب ما جاء فی ادب الولد)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لیے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لیے سعی اور دُعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لیے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔“ (ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 444)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا سلوک تو یہ تھا کہ اپنی اولاد کے پیدا ہونے سے پہلے بھی ان کے لیے دعائیں کی ہیں۔ پس ہمیں بھی امام الزمان علیہ السلام کے معمول کے مطابق اپنی اولاد کی پیدائش سے پہلے اور بعد میں اُن کے لیے بکثرت دعائیں کرنی چاہئیں اور پھر ان کی نیک تربیت میں خود متقی بن کر اپنا عملی کردار ادا کرنا چاہیے۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دُعا نہیں کرتا۔ نیز فرمایا: بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بُری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دِن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں...“ فرمایا: یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اَقْرَبْ تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اُس سے کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا۔ یعنی خدا تعالیٰ تُو ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطاء فرماوے اور یہ تب ہی مُیسّر آ سکتی ہے کہ وہ فسق وفُجور کی زندگی بَسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمان کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو ان کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دُعا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل جدید ایڈیشن صفحہ 562،563)

حضرت اُمُّ المومنین رضی اللہ عنہا حَرَم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے انداز اور طریق تربیت اولاد میں بھی ہمارے لیے نہایت عُمدَہ اسباق ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم بیان حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ آپ تحریر فرماتی ہیں:

”1۔ بچے پر ہمیشہ اعتبار اور بہت پختہ اعتبار ظاہر کر کے اس کو والدین کے اعتبار کی شَرم اور لاج ڈال دینا یہ آپ کا بڑا اُصولِ تربیت ہے۔

”2۔ جھوٹ سے نفرت اور غیرت وغنا آپ کا اوّل سبق ہوتا تھا۔ ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتی رہیں کہ بچہ میں یہ عادت ڈالو کہ وہ کہنا مان لے۔ پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں۔ جس وقت بھی روکا جائے گا باز آ جائے گا اور اصلاح ہو جائے گی۔ فرماتیں کہ اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی پختہ عادت ڈال دی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی امید ہے۔ یہی آپ نے ہم لوگوں کو سکھا رکھا تھا اور کبھی ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ہم والدین کی عدم موجودگی کی حالت میں بھی ان کے منشاء کے خلاف کر سکتے ہیں۔

”حضرت اُمُّ المومنین ہمیشہ فرماتی تھیں کہ ”میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے“ اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا بلکہ زیادہ مُتَنفِر کرتا تھا۔

”مجھے آپ کا سختی کرنا کبھی یاد نہیں۔ پھر بھی آپ کا ایک خاص رعب تھا اور ہم بہ نسبت آپ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دنیا کے عام قاعدہ کے خلاف بہت زیادہ بے تکلف تھے۔ اور مجھے یاد ہے کہ حضور اقدسؑ کے حضرت والدہ صاحبہ کی بے حد محبت و قَدر کرنے کی وجہ سے آپؑ کی قدر میرے دل میں اور بھی بڑھا کرتی تھی۔ بچوں کی تربیت کے متعلق ایک اصول آپ یہ بھی بیان فرمایا کرتی تھیں کہ ”پہلے بچے کی تربیت پر اپنا پورا زور لگاؤ دوسرے ان کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔“

(سیرت حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 273)

یہ کیسے عظیم الشان اصول ہیں جن پر عمل کرنے سے بچوں کی نیک تربیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت میر قاسم علی صاحب مرحوم کی مشاہداتی گواہی بھی از حد قابلِ توجہ ہے۔ حضرت میر صاحب فرماتے ہیں:

”حضرت اُمُّ المومنین رضی اللہ عنہا اپنے بچوں، بہو، بیٹیوں کی عبادات وغیرہ کے متعلق پوری توجہ سے نگرانی فرماتی ہیں۔ نماز تہجد کا خاص اہتمام فرماتی ہیں اور ہمیشہ خاندان کے افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے کی تاکید فرماتی رہتی ہیں۔“

(سیرت حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 274)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3 فروری 1939ء میں بچوں کی نیک تربیت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”پس ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں تک اسلام کی تعلیم کو محفوظ رکھتا چلا جائے اور درحقیقت اسی غرض کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ کی اَنْجُمَن قائم کی ہے تا جماعت کو یہ احساس ہو کہ اولاد کی تربیت ان کا اہم ترین فرض ہے۔ رسول کریم ﷺ نے یہ نکتہ ایسے اعلیٰ طور پر بیان فرمایا ہے کہ اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہ امر ہر شخص جانتا ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی اصلاح میں سے مقدم اصلاح لڑکیوں کی ہوتی ہے کیونکہ وہ آئندہ نَسل کی مائیں بننے والی ہوتی ہیں اور ان کا اثر اپنی اولاد پر بہت بھاری ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جو قوم عورتوں کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتی اس قوم کے مردوں کی بھی اصلاح نہیں ہوتی۔ اور جو قوم مردوں اور عورتوں دونوں کی اصلاح کی فکر کرتی ہے، وہی خطرات سے بالکل محفوظ ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اس نکتہ کو کیا ہی لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جس مسلمان کے گھر میں تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی تعلیم وتربیت کرے تو اس مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت واجِب ہو جاتی ہے۔ اب بظاہر کوئی ایسا شخص جو قومی ترقی کے اصول سے ناواقف ہو، کہہ سکتا ہے کہ یہ کونسی بات ہے۔ بھلا تین لڑکیوں کی اصلاح سے جنت مل سکتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ تین لڑکیوں کی تربیت کوئی ایسی اہم بات نہیں۔ حالانکہ جو شخص تین لڑکیوں کی اچھی تربیت کرتا ہے وہ صِرْف تین کی ہی تربیت نہیں کرتا بلکہ ہزاروں لاکھوں اسلام کے خادم پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ لڑکیاں اچھے لڑکے پیدا کرنے کا مُوجِبْ بنیں گی اور وہ لڑکے اسلام کے لئے اچھے قربانی کرنے والے ثابِت ہوں گے۔“

(مَشْعَلِ راہ جلد اوّل صفحہ 84)

اس تقریر کی ابتدا میں تلاوت کی گئی آیت قرآن کریم کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رحمٰن کے بندوں کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ دُعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دورِ اقتدار میں اِس دُعا کو نظر انداز کر دیا اور وہ اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت سے غافل ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایک کر کے تمام حکومتیں اُن کے قبضہ سے نکل گئیں اور اغیار نے اُن کے ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ اگر مسلمان اپنے دورِ حکومت میں اُن بُلند اخلاق کے حامل رہتے جن کا اِس سورۃ میں ذکر کیا گیا ہے اور وہ رات اور دن اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کرتے رہتے کہ خدایا ہمیں ایسی اولاد عطا فرما جو ہماری آنکھوں کے لئے ٹھنڈک کا موجب ہو۔ اور وہ اپنی آئندہ نسلوں کی نیک تربیت سے کبھی غافل نہ ہوتے تو وہ نالائق بادشاہ اُمّتِ محمدیہ میں کیوں پیدا ہوتے جنہوں نے تخت وتاج کو اپنی عیاشیوں کی نذر کر دیا۔ اور وہ حکومتیں جو اُن کے آباؤاجداد نے بڑی بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کی تھیں اُن کو اپنی بدکرداریوں سے ضائع کر دیا۔ یہ تنزل مسلمانوں پر اس لئے آیا کہ وہ عباد الرحمٰن کے فرائض بھولتے چلے گئے اور جب انہوں نے خدا تعالیٰ کو بُھلا دیا تو خدا بھی انہیں بھول گیا۔ اور اُس نے انہیں تاج وتخت سے مَحْرُوم کر دیا۔ بیشک یہ جو کچھ ہوا نہایت افسوسناک ہے لیکن اگر آئندہ کے لئے ہی مسلمان عبرت حاصل کریں اور اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی طرف توجہ کریں اور خدا تعالیٰ سے دُعائیں کرتے رہیں کہ وہ ان کی زندگی میں بھی اور اُن کی موت کے بعد بھی اُن کی نسلوں کو نیکی پر قائم رکھے اور ہمیشہ اُن کا وجود اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب بنے تو اب بھی وہ اپنی کھوئی ہوئی متاع کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ پس انہیں اپنی ہمتوں کو بلند کرنا چاہئے اور مایوسی کو اپنے قریب بھی نہیں آنے دینا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتایا ہے کہ مومن چھوٹی چھوٹی باتوں پر راضی نہیں ہوتا بلکہ وہ لیڈر اور امام بننے کی دُعا کرتا ہے۔ مگر کِن کا امام متقیوں کا امام، غیر متقیوں کا نہیں۔ ممکن ہے بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ ہر شخص کس طرح لیڈر اور امام بن سکتا ہے۔ سو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر مرد کوشش کرے کہ میری بیوی دین سے واقف ہو۔ نماز روزہ کی پابند ہو۔ دینی کاموں میں حصہ لینے والی ہو بچوں کی نیک تربیت کرنے والی ہو تو مرد امام ہوگا اور بیوی ماموم۔ اِسی طرح اگر ماں اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کرے تو وہ امام ہوگی اور اولاد ماموم۔ اور اولاد کے نیک کام بھی اس کی طرف منسوب کئے جائیں گے۔ عورت قبر میں سو رہی ہوگی مگر جب اس کے بچے صبح کی نماز پڑھیں گے تو فرشتے لکھ رہے ہونگے کہ اس بی بی نے صبح کی نماز پڑھی۔ اِسی طرح اگر اُس نے اپنی اولاد کو تہجد کی عادت ڈالی ہوگی تو فرشتے لکھ رہے ہونگے کہ اُس نے تہجد کی نماز پڑھی۔ یہی حال مردوں کا ہے وہ بھی جتنے لوگوں کی ہدایت کا موجب بنیں گے۔ اُن سب کے نیک اعمال کے ثواب میں وہ بھی شریک ہونگے۔ اِس طرح وہ امام ہونگے اور دوسرے لوگ ماموم۔

غرض اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہمیشہ اپنی آئندہ نسل کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں تا کہ وہ نورِ ایمان جو اُن کے دلوں میں پایا جاتا ہے صِرْف اُن کی ذات تک محدود نہ رہے بلکہ قیامت تک چلتا چلا جائے اور کوئی زمانہ بھی ایسا نہ آئے جس میں اُن کی اولاد یا اُن کے متبع اور شاگرد دنیاداری کی طرف مائل ہو جائیں اور خدا اور رسول کے احکام پر دنیا کو مقدم کر لیں۔ قرآن کریم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایک بڑی خوبی یہ بیان فرمائی ہے کہ کَانَ یَاۡمُرُ اَهۡلَهٗ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ (مریم ع 4) یعنی وہ اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کیا کرتے تھے تا کہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں ہمیشہ قائم رہے۔ اور ہمیشہ کے لئے نماز اور زکوٰۃ کا سلسلہ جاری رہے۔ اور یہی ہر مومن کا کام ہے اور اس کا فرض ہے کہ جہاں وہ اپنی اولاد کی نیک تربیت سے کبھی غافل نہ ہو وہاں وہ اللہ تعالیٰ سے دُعائیں بھی کرتا رہے اور خود اُن کا معلّم بنے اور انہیں اس قابل بنائے کہ وہ ہمیشہ اسلام کا جھنڈا اونچا رکھیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بُلند کرتے رہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 595،596)

ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ (ایک تجزیہ)

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

قسط نمبر 4

جسٹس شوکت عزیز صاحب کا فیصلہ اور 1953ء کے فسادات

اسلام آباد ہائی کورٹ کے **جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف جو فیصلہ تحریر کیا ہے، اس کے بیشتر حصہ میں تاریخی واقعات درج کئے گئے ہیں اور جماعتِ احمدیہ پر ہر طرح الزامات لگانے کے لئے غلط اور خلاف واقعہ امور درج کئے گئے ہیں یا حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔** ہم گزشتہ اقساط میں 1936ء تک کے درج کردہ حالات کا تجزیہ پیش کر چکے ہیں۔

1936ء سے 1947ء تک کے واقعات کا ذکر غائب کیوں؟

لیکن ایک بات قابلِ غور ہے اور وہ یہ کہ اس کے بعد اس فیصلہ میں 1936ء سے 1948ء تک کے تاریخی واقعات کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے۔ شاید پڑھنے والوں کو یہ بات تعجب میں ڈالے کہ یہ دور تو برِ صغیر کے مسلمانوں کے حوالے سے اہم ترین دور تھا کیونکہ اسی دور میں پاکستان حاصل کرنے کے لئے تحریک چلائی گئی اور پاکستان آزاد ہوا۔

شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کے لئے بھی یہ ممکن نہ ہو کہ ان حقائق کو بدل کر پیش کر سکیں کہ **آزادی سے قبل انتخابات میں جماعتِ احمدیہ نے مسلم لیگ کی حمایت کی تھی اور مجلسِ احرار اور جماعتِ اسلامی جیسے جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے مسلم لیگ کی اشد مخالفت کی تھی۔** غالبًا اس وجہ سے ہی اس دَور کے ذکر سے احتراز کیا گیا ہے۔ البتہ مبہم سے انداز میں یہ ضرور لکھا ہے:

"Before the partition, Mirza Mehmud had told his followers that Pakistan was not going to come into existence and that if any such state was created it would be undone."(page 46)

ترجمہ: تقسیم سے پہلے مرزا محمود نے کہا کہ پاکستان نہیں بنے گا اور اگر ایسی کوئی ریاست وجود میں آئی تو ختم ہو جائے گی۔

حضرت مرزا محمود احمد صاحب نے یہ کب کہا؟ یہ بیان کہاں شائع ہوا؟ اس کا حوالہ کیا ہے؟ ان باتوں کا فیصلہ میں کوئی ذکر نہیں۔

پاکستان میں جماعتِ احمدیہ پر الزام لگاتے ہوئے ثبوت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ صرف الزام ہی ثبوت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ہم ثبوت ضرور پیش کریں گے۔

امام جماعتِ احمدیہ نے آزادی سے قبل ہونے والے ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کے انتخابات کے بارے میں احمدیوں کو یہ ہدایت دی۔

’’میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ آئندہ الیکشنوں میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کرنی چاہئے۔ تا انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلا خوفِ تردید کانگرس سے یہ کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ اگر ہم اور دوسری مسلمان جماعتیں ایسا نہ کرینگی۔ تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی۔ اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں ان کی آواز بے اثر ثابت ہوگی...‘‘

(الفضل 22 اکتوبر 1945ء)

اگر جماعتِ احمدیہ کے نزدیک پاکستان کا بننا یا قائم رہنا ممکن نہیں تھا تو پھر جماعتِ احمدیہ ان انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت کیوں کر رہی تھی؟

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر اعتراضات

چونکہ 1953ء کے فسادات میں مخالفین نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی ذات کو خاص طور پر نشانہ بنایا تھا۔ اس لئے اس عدالتی فیصلہ میں جہاں پر 1953ء کے فسادات کا ذکر ہے وہاں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر خاص طور پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔

تقسیمِ ہند کے دور کا ذکر کرتے ہوئے جسٹس شوکت عزیز چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"People did not like Sir Zafaruulah at all for his past role as a servant of the British Imperialists and his perspective on foreign policy. The people believed that he did not plead Pakistan's case before the boundary commission and the Kashmir issue at UN."(Page 45,46)

ترجمہ: لوگ سر ظفر اللہ کو خارجہ پالیسی کے بارے میں ان کے نظریات کی وجہ سے بالکل پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ برطانوی سامراج کے ملازم رہ چکے تھے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ انہوں نے پاکستان کا مقدمہ باؤنڈری کمیشن کے سامنے نہیں لڑا تھا اور نہ ہی کشمیر کا قضیہ اقوامِ متحدہ میں پیش کیا تھا۔

ہر سنی سنائی بات نہ تو خبر ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا سچا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور نہ قانونی طور پر اس قسم کی مبہم اور غیر واضح باتیں بیان کر کے کسی کو متّہم کیا جا سکتا ہے۔

چوہدری ظفر اللہ خان کب برطانوی سامراج کے ملازم رہے تھے؟ اور اس کا کیا مطلب ہے؟

سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر رہے تھے۔ اگر وہ کسی سامراج کے ملازم تھے تو مسلمانوں کی نمائندہ سیاسی تنظیم نے انہیں اپنا صدر کیوں منتخب کیا تھا؟

اور اگر مراد یہ ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب وائسرائے ایگزیکٹو کونسل کے ممبر رہے تھے تو واضح رہے کہ پاکستان کے پہلے وزیرِ اعظم لیاقت علی خان صاحب، اور قائدِ اعظم کی کابینہ کے اراکین سردار عبد الرب نشتر صاحب، چندریگر اور غضنفر علی خان بھی وائسرائے ایگزیکٹو کونسل کے ممبر رہے تھے۔

یہ الزام کہ آپ نے باؤنڈری کمیشن میں پاکستان کا مقدمہ پیش نہیں کیا تھا۔ خدا جانے یہ لکھتے ہوئے لکھنے والے کے ذہن میں کیا تھا؟ اگر اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے پاکستان کا مقدمہ صحیح طور پر پیش نہیں کیا تھا تو اس کے چند ماہ بعد قائدِ اعظم نے آپ کو پاکستان کا پہلا وزیرِ خارجہ کیوں مقرر کر دیا؟

اب تو اس باؤنڈری کمیشن کی ساری کارروائی شائع ہو چکی ہے۔ ہر کوئی اسے پڑھ سکتا ہے۔ ہم ممنون ہوں گے اگر اس سے کوئی ثبوت پیش کیا جائے کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اس کمیشن کے روبرو پاکستان کا کیس نہیں پیش کیا یا صحیح طور پر پیش نہیں کیا۔

مسئلہ کشمیر اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمات

اسی طرح اگر یہ کہنے کی کوشش کی گئی ہے کہ آپ نے سلامتی کونسل میں کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان کی صحیح نمائندگی نہیں کی تھی تو پہلی بات یہ ہے کہ **وہ واحد قرارداد جس پر بناء کر کے پاکستان اب تک اپنا موقف پیش کرتا رہا ہے وہ اس وقت منظور کی گئی تھی جب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سلامتی کونسل میں پاکستان کی نمائندگی کر رہے تھے۔** اس کے بعد سات دہائیوں میں اس قسم کی کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی۔

اب یہ جائزہ لیتے ہیں کہ اس بحث کے دوران جو نمایاں افراد موجود تھے انہوں نے اس بارے میں کیا رائے ظاہر کی۔

❁... **پاکستان کے سابق وزیرِ اعظم چوہدری محمد علی صاحب جو اس وفد میں شامل تھے لکھتے ہیں:**

"Zafarullah Khan's masterly exposition of the case convinced the security council that the problem was not simply one of expelling so called raiders from Kashmir".

ظفر اللہ خان نے اس ماہرانہ انداز میں واقعات پیش کئے کہ سلامتی کونسل کو یقین ہو گیا کہ یہ معاملہ فقط کشمیر سے نام نہاد حملہ آوروں کو باہر نکالنے کا نہیں ہے۔

(The Emergence of Pakistan,by Chaudri Muhammad Ali,research Society of Pakistan,Oct.2003,p301)

❁... **آزاد کشمیر کے سابق صدر سردار ابراہیم جو اس موقع پر موجود تھے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:**

’پاکستان کے وزیرِ خارجہ نے سلامتی کونسل کے اجلاس میں جو بھارت کی شکایت پر بلایا گیا تھا۔ بھارت کے ایک ایک الزام کو غلط اور بے بنیاد ثابت کر دیا

(کشمیر کی جنگِ آزادی، مصنفہ سردار محمد ابراہیم، طابع دینِ محمدی پریس لاہور 1966ء، صفحہ 126)

❁... چوہدری صاحب نے اس بحث میں دوسرے فریق کے بیانات کو اس مہارت سے استعمال کیا کہ اس کا اعتراف ان کے مصنفین بھی کرتے ہیں۔ **چنانچہ بال راج مدھک سلامتی کونسل میں ہونے والی بحث کے متعلق لکھتے ہیں:**

’’انہوں نے (یعنی شیخ عبد اللہ نے) مختلف مواقع پر جو بیانات دیئے تھے اور جو تقریریں کی تھیں اور اسی طرح پنڈت نہرو کی تقریروں نے ظفر اللہ کے ہاتھ میں ایسی چھڑی پکڑا دی تھی جس سے وہ ہندوستان کی پٹائی کرتے رہے۔‘‘

(Kashmir Storm center of the world,chapter8,by Bal Raj Madhok)

❁... **شیخ عبد اللہ صاحب** ہندوستان کے وفد میں شامل تھے اور انہوں نے اپنے مؤقف کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب میں بہت کچھ لکھا ہے۔ **لیکن چوہدری صاحب کے کامیاب انداز کے متعلق وہ اعتراف کرتے ہیں:**

’’پاکستانی وفد کی قیادت وزیرِ خارجہ چودھری سر ظفر اللہ خان کر رہے تھے۔ مجھے بھی ہندوستان کے وفد میں شامل کیا گیا... سر ظفر اللہ ایک ہوشیار بیرسٹر تھے۔ انھوں نے بڑی ذہانت اور چالاکی کا مظاہرہ کر کے ہماری محدود سی شکایت کو ایک وسیع مسئلے کا روپ دے دیا اور ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم کے سارے پر آشوب پس منظر کو اس کے ساتھ جوڑ دیا۔ ہندوستان پر لازم تھا کہ وہ اپنی شکایت کا دائرہ کشمیر تک محدود رکھتا۔ لیکن وہ سر ظفر اللہ کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس کر رہ گیا اور اس طرح یہ معاملہ طول پکڑ گیا۔ بحثا بحثی کا سلسلہ ایسا شروع ہوا کہ ختم ہونے میں ہی نہ آتا تھا۔ ہمارے کان پک گئے اور قافیہ تنگ ہونے لگا۔ ہم چلے تو تھے مستغیث بن کر لیکن ایک ملزم کی حیثیت سے کٹہرے میں کھڑے کر دیئے گئے۔

(آتشِ چنار، مصنفہ شیخ محمد عبد اللہ، مطبع جے کے آفسٹ پرنٹرز، جامع مسجد دہلی۔ 1986ء صفحہ 473)

1953ء کے فسادات کا آغاز

اس مضمون میں ان فسادات کی تمام تفصیلات درج نہیں کی جا رہیں بلکہ اس فیصلہ میں ان فسادات کے بارے میں درج باتوں پر تبصرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

سب سے پہلے تو یہ تجزیہ ضروری ہے کہ پاکستان بنتے ہی جماعتِ احمدیہ کے خلاف فسادات شروع کرانے کی وجہ کیا تھی؟ یہ وجہ جاننے کے لئے ان فسادات کو شروع کرنے والوں کے عزائم اور نفسیات کو جاننا ضروری ہے۔ ہم صرف مجلسِ احرار اور جماعتِ اسلامی کا تجزیہ پیش کریں گے۔ اس شورش کو سب سے پہلے احرار نے ہوا دی۔ اگرچہ احرار دعویٰ کرتے تھے کہ وہ مذہبی مقاصد رکھتے ہیں لیکن وہ مذہب کا نام صرف سیاست کی دوکان چمکانے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ سیاسی رسوخ حاصل کرنا ہی اصل مذہبی مقصد ہے۔ یہ پوچ نظریہ اُن کے ذہنوں میں بری طرح رچ بس گیا تھا۔ 1939ء کی آل انڈیا احرار کانفرنس کے خطبہ صدارت میں افضل حق صاحب نے یہ پالیسی ان الفاظ میں بیان کی۔

’’احرار اس یقین پر قائم ہیں کہ نیکی بغیر قوت کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ مذہب صرف اس کا زندہ ہے جس کی سیاست زندہ ہے۔ اگرچہ بعض تبلیغی اور اصلاحی امور بھی احرار سے متعلق ہیں۔ تا ہم سیاسی قوت حاصل کرنا ہمارا نصب العین ہے جس کے بغیر ہر اصلاحی تحریک تضیعِ اوقات ہے۔‘‘

(خطباتِ احرار جلد اول، مرتبہ شورش کاشمیری، مکتبہ احرار لاہور، مارچ 1944ء، صفحہ 17۔ 18)

اور جماعتِ اسلامی بنانے کا مقصد مودودی صاحب کے الفاظ میں یہ تھا:

" جماعتِ اسلامی کا نصب العین اور اس کی تمام سعی و جہد کا مقصود دنیا میں حکومتِ الٰہیہ کا قیام اور آخرت

میں رضائے الٰہی کا حصول ہے۔" (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوئم، مصنفہ ابوالاعلیٰ مودودی صاحب صفحہ 173–174)

اور اس کتاب کا ایک بڑا حصہ اس بحث سے بھرا ہوا ہے کہ یہ حکومتِ الٰہیہ صرف ایک صالح جماعت قائم کر سکتی ہے۔ چونکہ ایسی جماعت کوئی موجود نہیں اس لئے جماعتِ اسلامی کو قائم کیا جا رہا ہے تا کہ وہ حکومت حاصل کر سکے اور حکومتِ الٰہیہ قائم کر سکے۔

اس مضمون کو جسٹس شوکت عزیز صاحب بخوبی سمجھتے ہوں گے کیونکہ وہ خود ایک مرتبہ جماعتِ اسلامی کے ٹکٹ پر انتخاب لڑ چکے ہیں گو کہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے تھے۔ اس پس منظر میں یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ان جماعتوں کی تشکیل اسی بنیاد پر ہوئی تھی کہ وہ کسی طرح سیاسی اقتدار حاصل کریں اور اپنا پروگرام پورا کر سکیں۔

یہ دونوں جماعتیں اور مولویوں کی بھاری اکثریت آزادی سے قبل پاکستان کے قیام کی مخالفت کر چکے تھے اور اسے پلیدستان، ناپاکستان، کافرستان اور غلامستان کہتے رہے تھے۔ جس وجہ سے آزادی کے بعد ان کی سیاسی حیثیت ختم ہو گئی تھی اور احرار نے تو سیاسی امور سے کنارہ کشی کا اعلان بھی کر دیا تھا اور جماعتِ اسلامی آزادی کے بعد پنجاب میں ہونے والے الیکشن میں ایک بھی نشست نہیں حاصل کر سکی تھی۔ اب انہیں اپنے سیاسی مردے میں جان ڈالنے کے لئے کسی مسئلہ کی ضرورت تھی جس کو بھڑکا کر وہ دوبارہ سیاسی سٹیج پر اپنی جگہ بنا سکیں۔ اس تمنا کے تحت جماعتِ احمدیہ کے خلاف فسادات کی بنیاد ڈالی گئی۔

اب ہم اس عدالتی فیصلہ کے اُس حصہ کی طرف آتے ہیں جس میں 1953ء کے فسادات کا ذکر کیا گیا ہے۔ افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ اس ذکر کے آغاز میں ہی ایک واضح غلط بیانی کی گئی ہے۔

جسٹس شوکت عزیز صاحب نے اس فیصلہ کے صفحہ 46 پر لکھا ہے

"The anti-Ahmadiyya movement took shape in mid-1948 and reached its peak in 1953.Within a few monts time, the ullema of all shades of opinion launched a movement."

ترجمہ: جماعتِ احمدیہ کے خلاف تحریک نے 1948ء کے وسط میں شکل پکڑنی شروع کی۔ اور چند ماہ کے اندر اندر تمام خیالات کے علماء نے تحریک کا آغاز کر دیا۔

ان فسادات پر تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ موجود ہے۔ اس کا سرسری مطالعہ بھی اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ یہ فسادات پنجاب تک محدود تھے۔ بنگال اس تحریک سے تقریباً مکمل طور پر لاتعلق رہا تھا۔ کراچی میں ایک حد تک یہ شورش پھیلانے کی کوشش کی گئی لیکن باقی سندھ میں اس شورش کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ سرحد میں بھی اس شورش نے کوئی زور نہیں پکڑا تھا۔ جب مودودی صاحب نے 'قادیانی مسئلہ' لکھا جو مارچ 1953ء میں یعنی فسادات کے زور پکڑنے سے کچھ روز قبل ہی شائع ہوا تو اس کی تمہید میں ہی وہ اس تحریک کی نامقبولیت کا رونا ان الفاظ میں روتے نظر آتے ہیں۔ وہ علماء کی طرف سے پیش کردہ تجاویز کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ہم محسوس کرتے ہیں کہ قادیانی مسئلہ کا بہترین حل ہونے کے باوجود تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک تعداد ابھی تک اس کی صحت اور معقولیت کی قائل نہیں ہو سکی اور پنجاب اور بہاولپور کے ماسوا دوسرے علاقوں خصوصاً بنگال میں ابھی عوام الناس بھی پوری طرح اس کا وزن محسوس نہیں کر رہے۔" (قادیانی مسئلہ اور اس کے مذہبی سیاسی اور معاشرتی پہلو۔ مصنفہ ابوالاعلیٰ مودودی، ناشر اسلامک پبلیکیشنز مئی 2000 صفحہ 20)

اور اس رسالہ میں بظاہر اس نامقبولیت کی وجہ یہ تحریر کرتے ہیں۔ "اس میں شک نہیں کہ اس مطالبے کو منوانے کے لئے عوام جس طریقہ سے مظاہرے کر رہے ہیں وہ شائستہ نہیں اور ملک کے تعلیم یافتہ اور سنجیدہ لوگ کسی طرح اسے پسند نہیں کر سکتے۔" (قادیانی مسئلہ اور اس کے مذہبی سیاسی اور معاشرتی پہلو۔ مصنفہ ابوالاعلیٰ مودودی، ناشر اسلامک پبلیکیشنز مئی 2000 صفحہ 50)

تحقیقاتی عدالت میں ثابت ہوا تھا کہ جن علاقوں میں اس شورش نے زور پکڑا تھا ان علاقوں میں پنجاب حکومت اپنے سیاسی مقاصد کے لئے خود اس شورش کو ہوا دے رہی تھی اور اس غرض کے لئے علماء اور اخبارات کو سرکاری فنڈز سے مالی مدد بھی دی گئی تھی۔ اس کی تفصیلات بعد میں بیان کی جائیں گی۔

قادیانی سامراجیوں کے ایجنٹ!؟

افسانہ اور حقیقت

جب 1953ء کے فسادات کا ذکر شروع ہوا تو اس بات کی بھی ضرورت تھی کہ یہ وضاحت پیش کی جائے کہ آخر احمدیوں کے خلاف یہ نفرت انگیزی کیوں کی جا رہی تھی؟ اس کے لئے ضروری تھا کہ احمدیوں کچھ الزامات لگا کر یہ دعویٰ کیا جائے کہ اصل میں یہ احمدیوں کا ہی قصور تھا کہ ان کے خلاف فسادات شروع ہو گئے۔ پاکستان میں اگر کسی کی کردار کشی کرنی ہو اور کوئی دلیل یا ثبوت مہیا نہ ہو تو آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ اسے مغربی طاقتوں کا یا یہودیوں کا ایجنٹ قرار دے دیا جائے۔ بالعموم اس قسم کے الزام کے ثبوت نہیں طلب کئے جاتے۔ اسی مجرب نسخہ کو اس عدالتی فیصلہ میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس فیصلہ میں لکھا ہے

"They came to know that the qadianis are palying the imperialists' game in order to undermine the integrity of the state."(page 45)

ترجمہ: لوگوں کو علم ہو گیا کہ قادیانی استعماری طاقتوں کی کھیل کھیل رہے ہیں اور ریاست کی سالمیت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

اور یہ جملہ لکھنا ہی کافی سمجھا گیا ہے۔ نہ کوئی دلیل نہ کوئی ثبوت۔ صرف ایجنٹ ہونے کا الزام لگا دیا۔ آخر یہ ہولناک انکشاف کس طرح ہوا؟ اور گلی گلی لوگوں کو تو علم ہو گیا لیکن کیا حکومتِ پاکستان اور اس کے ادارے اونگھ رہے تھے کہ یا تو انہیں علم نہ ہوا یا کچھ کرنے کی سکت نہیں تھی۔

لیکن حقیقت جاننے کا ایک آسان طریقہ ہے۔ کابینہ میں ایک ہی احمدی تھا یعنی حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔ اور ان کی وزارت بھی ایسی تھی یعنی وزارتِ خارجہ کہ اس الزام کو پرکھنا نسبتاً آسان ہو گا۔ وزیرِ خارجہ بننے سے معاً قبل قائداعظم نے چوہدری صاحب کو مسئلہ فلسطین پر اقوامِ متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ یہ بات کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ **اگر احمدی مغربی استعمار کے ایجنٹ تھے تو اتنے اہم معاملہ میں ایک احمدی کو پاکستان کا نمائندہ کیوں مقرر کیا گیا؟**

اگر کوئی کج بحثی پر اُتر آئے اور ہم فرض کر لیں کہ قائدِ اعظم کو غلطی لگ گئی تھی تو پھر اس سے اگلا مرحلہ ہمیں اور بھی حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ اقوامِ متحدہ میں دو کمیٹیاں قائم کر دی گئی تھیں۔ ایک کمیٹی نے یہودیوں اور امریکہ کی رائے کے مطابق تجاویز مرتب کرنی تھیں اور ان کو پیش کرنا تھا اور دوسری کمیٹی نے فلسطینیوں کی رائے کے مطابق تجاویز تیار کرنی تھیں اور انہیں پیش کرنا تھا۔ جس کمیٹی نے فلسطینیوں کی آراء کو تیار کرنا تھا اور ان کا دفاع کرنا تھا اس کا صدر بھی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو بنایا گیا اور Rapporteur بھی آپ کو ہی بنایا گیا۔ اس کمیٹی میں زیادہ تر عرب مسلمان ممالک تھے اور مسلمان ممالک کے مندوبین نے متفقہ طور پر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو اپنی کمیٹی کا صدر منتخب کیا تھا۔ ضمناً یہ عرض کر دیں کہ ان میں ایک سعودی عرب کے امیر فیصل بھی تھے جنہیں آج کی دنیا شاہ فیصل کے نام سے جانتی ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی اس مسئلہ پر تقاریر انٹرنیٹ پر موجود اقوامِ متحدہ کے ریکارڈ پر موجود ہیں۔ ہر کوئی جائزہ لے سکتا ہے کہ ان تقاریر میں امریکہ کے موقف کی بھرپور مخالفت کی گئی تھی۔

ایک بار پھر حیرت ہوتی ہے کہ اگر احمدی مغربی طاقتوں کی کھیل کھیل رہے تھے تو پھر ایک احمدی کے سپرد یہ سب کام کیوں کئے گئے۔ یہ 1947ء کے واقعات ہیں۔

اب ہم ایک مثال 1948ء سے پیش کرتے ہیں۔ دسمبر 1948ء میں اقوامِ متحدہ میں انسانی حقوق کا عالمی منشور تیار کیا جا رہا تھا اور اس کے مسودہ پر بھرپور بحث ہو رہی تھی۔ جب اس کا مسودہ بحث کے لئے پیش ہوا تو سوویت یونین نے اس مسودہ میں ترامیم پیش کیں۔ ان میں سب اہم ترمیم یہ تھی کہ اُس مسودہ کے آرٹیکل 3 کو تبدیل کر کے یہ شق شامل کی جائے کہ ہر کسی کو ہر قوم کو آزادی (self determination) کا حق حاصل ہے۔ جو ممالک ان علاقوں پر قابض ہیں جنہیں ابھی خود اختیاری کا حق نہیں ملا یعنی وہ آزاد نہیں ہوئے، اُن ممالک کو چاہیے کہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ اِن علاقوں یا ممالک کو بھی اقوامِ متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے مطابق یہ حق حاصل ہو یعنی وہ بھی آزاد ہو جائیں۔ اُس وقت بہت سے ممالک جن میں کئی مسلمان ممالک بھی شامل تھے برطانیہ اور فرانس کے قبضہ میں تھے اور اس ترمیم کے منظور ہونے کی صورت میں اس منشور میں ان کی آزادی کا حق تسلیم ہو جانا تھا۔ 10 دسمبر 1948ء کو اس ترمیم پر رائے شماری ہوئی۔ اس ترمیم کے حق میں صرف آٹھ ممالک نے ووٹ دیئے۔ ان ممالک میں سوویت یونین، یوکرین، بیلوروس چیکوسلاویکیا، پولینڈ، کولمبیا، پولینڈ اور پاکستان شامل تھے۔ مسلمان ممالک میں سے صرف پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اس تجویز کی تائید کی۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے تو اس تجویز کی مخالفت میں ووٹ دینا ہی تھا لیکن ستم ظریفی یہ کہ ایران، شام اور ترکی نے بھی اس کی مخالفت میں ووٹ دیا۔ اور مصر، افغانستان، عراق اور سعودی عرب نے بھی عافیت اسی میں ہی سمجھی کہ رائے شماری میں حصہ نہ لیں۔ حالانکہ اس کے نتیجہ میں کئی مسلمان ممالک کی آزادی میں سہولت پیدا ہونی تھی۔ **اگر احمدی مغربی طاقتوں کی کھیل کھیل رہے تھے تو اُس وقت صرف ایک احمدی نے اس اہم ترین موقع پر مغربی طاقتوں کے سامنے کھڑا ہونے کی ہمت کیوں کی تھی اور باقی ممالک جن میں سعودی عرب بھی شامل تھا یہ ہمت کیوں نہ کر سکے؟**

جب بھی کسی کمزور ملک میں کوئی طبقہ کسی بیرونی طاقت کے ہاتھوں میں کھیلنا شروع کرتا ہے تو اِس طبقہ کے اس طاقت سے روابط پیدا ہوتے ہیں اور یہ طبقہ اپنے ہم وطنوں کے خلاف اس طاقت کا آلہ کار بن کر اس بڑی طاقت کی خدمت میں اپنی رپورٹیں پیش کرتا رہتا ہے۔ جب پاکستان آزاد ہوا تو اُس وقت امریکہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت کے طور پر سامنے آ چکا تھا۔ اب اُس وقت کا امریکی وزارتِ خارجہ کا ریکارڈ بڑی حد تک declassify ہو چکا ہے۔ اور شائع بھی ہو چکا ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کی کئی نمایاں شخصیات کے امریکہ سے خفیہ روابط تھے۔ جب 1947ء سے 1955ء تک کا یہ ریکارڈ پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خود پاکستان کے ایک گورنر جنرل نے امریکہ کی حکومت کو پیغام بھجوایا تھا کہ وہ اُس وقت پاکستان کے وزیرِ اعظم سے ذرا سخت رویہ اختیار کریں۔ اور اِس ریکارڈ کے مطابق 50 کی دہائی میں ایک قومی ادارے کے سربراہ نے امریکہ کے سفارتکاروں کے سامنے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ وہ مرکزی حکومت کی نان سینس کو قبول نہیں کریں گے اور اگر سول انتظامیہ ناکام ہوئی تو وہ نظم و نسق سنبھالنے کے لئے تیار ہیں۔ اس ریکارڈ میں دور دور تک اس بات کا ذکر نہیں ملتا کہ کبھی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ان سفارتکاروں سے اس قسم کے خفیہ روابط ہوئے ہوں۔ **اگر یہ اُوٹ پٹانگ مفروضہ درست ہے کہ احمدی پاکستان میں بڑی طاقتوں کے اشارہ پر کام کر رہے تھے تو بڑی طاقتوں سے روابط بھی انہیں کے ہونے چاہیے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کے یہ خفیہ روابط تھے وہ احمدی ہرگز نہیں تھے۔** ہم نے عمداً ان نمایاں شخصیات کے نام نہیں لکھے کیونکہ مقصد ایک الزام کی تردید کرنا ہے نہ کہ کسی پر کیچڑ اچھالنا۔ حوالہ درج کیا جاتا ہے جو چاہے پڑھ کر اپنی تسلی کر سکتا ہے۔ (خفیہ پیپرز مرتبہ قیوم نظامی ناشر جہانگیر بکس صفحہ 1 تا 11)

امریکی مدد کا افسانہ

اس عدالتی فیصلہ میں ایک الزام اور ایک مفروضہ درج کر دیا گیا کہ پاکستان میں احمدی اور خاص طور پر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بڑی طاقتوں کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے تھے۔ یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ اس کا کیا ثبوت پیش کیا گیا؟ شاید اس ثبوت کی کمی دور کرنے کے لئے اس عدالتی فیصلہ میں مودودی صاحب کے ایک بیان کا حوالہ دیتے ہوئے جو تحقیقاتی عدالت کے روبرو دیا گیا تھا لکھا ہے کہ مودودی صاحب نے کہا:

"We are told that but for the position of Zafarullah Khan in the State Cabinet, America would not have given Pakistan a grain of wheat. I say if it is really so, the matter becomes even more serious. This clearly implies that an American agent presides over Foreign Affairs Department and our foreign policy has been pawned for ten lakh tons of grain."(page 47)

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

الحمدللہ گزشتہ اتوار کو اپنی برکات بکھیرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار کرتے ہوئے جلسہ سالانہ یوکے اپنے اختتام کو پہنچا۔ یہ تین دن بڑے بابرکت تھے۔

اس جگہ پر جو تقریباً جنگل ہے تمام تر سہولتوں کے ساتھ ایک عارضی شہر بنا دینا کوئی معمولی کام نہیں ہے اور پھر یہ بھی کہ سوفیصد پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والے یہ کام نہیں کر رہے ہوتے۔ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اور جو نتائج حاصل ہوتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان کوششوں کو غیر معمولی طور پر کامیاب کرتا ہے اور جو مہمان آتے ہیں وہ بھی حیران ہو کر کارکنان کے جذبے کو دیکھ کر اس بات کا اظہار کرتے ہیں۔

جلسہ جہاں اپنوں کے ایمان میں مضبوطی اور بھائی چارے کو بڑھانے کا ذریعہ بنتا ہے وہاں غیروں کو اسلام کی حقیقی تعلیم بتانے کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

اس وقت مَیں خلاصۃً بعض تأثرات آپ کے سامنے رکھوں گا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جلسہ کی برکات کا دوسروں پر بھی کتنا اثر ہوتا ہے۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات، جلسہ کے موقع پر حضور انور کے خطابات اور دیگر مقررین کی تقاریر، جلسہ سالانہ کے ماحول اور رضاکاران کے جذبہ خدمت اور جلسہ کی برکات سے متعلق دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے مہمانوں کے تأثرات میں سے بعض کا ایمان افروز تذکرہ

جلسہ کی ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور سوشل میڈیا کے ذریعہ وسیع پیمانے پر تشہیر۔ کروڑوں افراد تک اس ذریعہ سے اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 10؍اگست 2018ء بمطابق 10؍ظہور 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ گزشتہ اتوار کو اپنی برکات بکھیرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار کرتے ہوئے جلسہ سالانہ یوکے اپنے اختتام کو پہنچا۔ یہ تین دن بڑے بابرکت تھے۔ جلسہ سالانہ کی تیاریاں تو تقریباً سارا سال ہی چلتی ہیں لیکن آخری تین چار مہینے تو خاص طور پر انتظامیہ اور بہت سے رضاکار جلسہ کی تیاری کے لئے مصروف ہو جاتے ہیں اور جلسہ سے پہلے کے دو ہفتے تو رضاکاروں کی تعداد میں بھی بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر حدیقۃ المہدی میں تمام سہولتوں کو مہیا کرنے کے لئے کارکنان اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں جن میں نوجوان خدام کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ اس جگہ پر جو تقریباً جنگل ہے تمام تر سہولتوں کے ساتھ ایک عارضی شہر بنا دینا کوئی معمولی کام نہیں ہے اور پھر یہ بھی کہ سوفیصد پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والے یہ کام نہیں کر رہے ہوتے۔ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اور جو نتائج حاصل ہوتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اِن کوششوں کو غیر معمولی طور پر کامیاب کرتا ہے اور جو مہمان آتے ہیں وہ بھی حیران ہو کر کارکنان کے جذبے کو دیکھ کر اس بات کا اظہار کرتے ہیں۔ جلسہ سے پہلے جو کارکنان کام کر رہے ہوتے ہیں وہ جلسے کے دنوں میں اَور بھی بڑھ جاتا ہے اور پھر اس میں نوجوان، بوڑھے، بچے، مرد، عورتیں سب شامل ہوتے ہیں اور غیر مہمانوں کے لئے یہ ایک غیر معمولی چیز ہے کہ کس طرح بچے اور بڑے سب اپنے کام میں انتہائی مصروف ہیں۔ مہمان جن کو اس بات کا کبھی تجربہ نہیں ہوتا ان کے کام سے بڑے متاثر ہوتے ہیں۔ جس طرح یہ لوگ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں وہ ایک غیر معمولی اظہار ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کارکنان کی خدمت کو دیکھنے کے علاوہ اس بات کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ جلسہ نے ان پر ایک خاص اثر چھوڑا ہے، ان کی زندگیوں کو تبدیل کیا ہے۔ باوجود مسلمان نہ ہونے کے ان پہ اسلام کی تعلیم کا ایک اثر قائم ہوا ہے۔ اسلام اور جماعت کے بارے میں معلومات میں اضافہ ہوا ہے۔ اور اسلام کے منفی اثر کے بجائے اس کی خوبصورتی کا ان کو علم ہوا ہے۔

پس جلسہ جہاں اپنوں کے ایمان میں مضبوطی اور بھائی چارے کو بڑھانے کا ذریعہ بنتا ہے وہاں غیروں کو اسلام کی حقیقی تعلیم بتانے کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ جلسہ کے دوسرے دن کی تقریر میں دوران سال اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جو بارش ہوئی ہو اس کا خلاصۃً ذکر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں پر شکر گزاری کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اس شکر گزاری پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش مزید شکر گزاری کے لئے جلسہ کے دنوں میں ہی شروع ہو جاتی ہے۔ اس کا ایک اظہار غیر مہمانوں کے جلسہ کے بارے میں تأثرات بھی ہے۔

اس وقت مَیں خلاصۃً بعض تأثرات آپ کے سامنے رکھوں گا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جلسہ کی برکات کا دوسروں پر بھی کتنا اثر ہوتا ہے۔

بینن کے ایک مہمان ویلنٹین ہودے (Valentine Houde) صاحب جو کہ آٹھ سال وزیر رہ چکے ہیں اور اس وقت ممبر آف پارلیمنٹ ہیں جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے جلسہ سالانہ سے وہ کچھ حاصل کیا ہے جو میں کثیر رقم خرچ کر کے بھی حاصل نہ کر سکتا تھا۔ ایک پُرسکون اور روحانی ماحول تھا جس میں مجھے رہنے کا موقع ملا۔ میں نے آج تک اتنا منظم اجتماع نہیں دیکھا جس میں چالیس ہزار کے قریب لوگ شامل تھے۔ مختلف قوموں اور رنگوں اور نسلوں کے لوگ ہیں لیکن پھر بھی اتنا پُرسکون ماحول ہے۔ اور نہ کوئی لڑائی نہ جھگڑا۔ ہر ایک دوسرے کی خدمت میں مصروف ہے۔ چھوٹے بڑے، بوڑھے جوان، مستورات بچیاں سب اعلیٰ اخلاق کے ساتھ دوسرے کے آرام کے لئے کام کر رہے ہیں۔ میرے لئے یہ بہت بڑی بات ہے اور حیرانگی کی بات ہے کہ اتنے بڑے مجمع میں نہ کوئی پولیس نہ کوئی فوج نظر آئی۔ ہر طرف جماعت احمدیہ کے رضاکار ہی کام کرتے نظر آ رہے تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ آج کے دور میں بے لوث اور بے غرض ہو کر کام کرنا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ پھر مَیں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ سب کچھ جماعت احمدیہ میں خلافت کی قیادت کی بدولت ہی ممکن ہے جس نے جماعت کے بچوں بوڑھوں نوجوانوں اور عورتوں سب کی اس رنگ میں تربیت کی ہے اور بچپن میں ہی ان کو جلسہ کے انتظامات سکھانا شروع کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ جو اسلام دنیا کو پیش کرتی ہے اور جس رنگ میں اپنے ممبران کی تربیت کر رہی ہے اس سے بہت جلد دنیا اسلام احمدیت میں داخل ہو جائے گی اور احمدیت ہی دنیا میں سب سے بڑا مذہب ہو گی۔ (احمدیت تو مذہب نہیں اسلام ہی دنیا میں سب سے بڑا مذہب ہو گا جو احمدیت کے ذریعہ سے، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے دوبارہ نئے سرے سے قائم ہو گا۔) کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ جو تعلیم پیش کرتی ہے دنیا کو اس کی حقیقی عملی تصویر یہاں جلسہ میں شامل ہو کر دیکھنے کو ملی۔ مَیں اس جلسہ کی بہت حسین یادوں کو لے کر لندن سے واپس اپنے ملک لوٹ رہا ہوں۔ میرے لئے یہ لمحات ناقابل بیان اور حسین یادیں ہیں۔

پھر بینن کے ہی ایک مہمان چنوانو پاسکل (Tchinwanu Pascal) صاحب جو بینن کی وزارت برائے planning and development میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے

بہت کانفرنسز دیکھی ہیں۔ ان میں شمولیت کی ہے۔ لیکن آپ کے جلسہ کی طرح منظم اور کامیاب جلسہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اس جلسہ میں تمام کام کرنے والے کارکنان اپنی ذمہ داریوں کو بڑی اچھی طرح جانتے تھے اور ان فرائض کو بڑے احسن رنگ میں ادا کر رہے تھے۔ چالیس ہزار کی تعداد کو کھانا کھلانا حیران کُن تھا۔ لیکن سب سے بڑی اور ناقابل یقین بات یہ ہے کہ تمام کھانا پکانے والے اور کھلانے والے سب رضا کار تھے۔ اگر ساری دنیا میں اس جذبے کے تحت کام کیا جائے تو مَیں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ دنیا سے جنگ و جدل ختم ہو جائے اور بنی نوع انسان کے مسائل ختم ہو جائیں۔ مَیں جماعت احمدیہ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کا بچہ، بڑا، نوجوان، بوڑھا اور مستورات سب ہی منظم اور مہذب لوگ ہیں۔

ہیٹی (Haiti) کے صدر مملکت کے نمائندے جوزف پیرے (Joseph Pierre) صاحب آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں یہ جلسہ میری زندگی کا بہت ہی اچھا تجربہ تھا جو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ کارکنان کے بے مثال طرز عمل نے میری آنکھیں کھول دی ہیں بلکہ اسلام کے بارے میں میرے خیالات کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔

پھر آئیوری کوسٹ سے سپریم کورٹ کے ایک جج طورے علی صاحب آئے تھے جو آئیوری کوسٹ کی نیشنل کانسٹی ٹیوشنل کونسل کے ایڈوائزر بھی ہیں۔ کہتے ہیں مَیں خود بھی مسلمان ہوں اور گزشتہ بیس سالوں سے مختلف اسلامی فرقوں کے مذہبی پروگراموں میں شامل ہونے کا موقع مل رہا ہے لیکن مجھے ان بیس سالوں میں اسلام کا وہ علم حاصل نہیں ہوا جو جلسہ کے ان تین دنوں میں ہوا ہے۔ ان تین دنوں میں روحانی طور پر مجھے جو ترقی ملی ہے وہ گزشتہ بیس سالوں میں نہیں ملی۔ کہتے ہیں کہ غیر احمدی علماء کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اسلام کے بارے میں اگر کسی نے حقیقی تعلیم حاصل کرنی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے پاس آئے۔ پھر کہتے ہیں کہ جلسے پر جس طرح رضا کار ڈیوٹیاں دیتے ہیں اسی سے پتہ چل جاتا ہے کہ احمدیوں کو خلافت سے بہت محبت ہے اور اسی محبت کی وجہ سے وہ اپنے خلیفہ کی کامل اطاعت کرتے ہیں اور آپس میں بہت محبت سے رہتے ہیں۔ اس محبت میں یکجائی اور اتحاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اسلام کی صحیح رنگ میں خدمت کر رہے ہیں۔ کسی دوسرے مسلمان فرقے کے پاس ایسا رہنما اور ایسا اتحاد نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ میں آئندہ بھی روحانی جلسہ میں شامل ہوں گا بلکہ اپنی اہلیہ کو بھی لے کر آؤں گا۔

پھر بیلیز (Belize) سے ایک صحافی خاتون سحر وَاسکیز (Sahar Vasquez) صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں جب میں میامی سے لندن والی فلائٹ پر بیٹھی تھی تو میرے ذہن میں خوف اور ڈر اور دہشت کے بہت سے خیالات آنے لگے۔ یہ خیالات اس وجہ سے نہیں تھے کہ مَیں سات گھنٹے لمبی فلائٹ میں بیٹھی تھی۔ بلکہ مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ میں نے اپنے اگلے تین دن مسلمانوں کے درمیان گزارنے ہیں۔ دنیا بھر میں ہونے والے شدید ترین دہشت گردی کے واقعات کے لئے بعض مسلمان ہی ذمہ دار ہیں۔ مجھے احساس ہوا کہ اب میں واپس نہیں جاسکتی۔ جہاز تو اُڑ گیا۔ پس مجھے اس چیز کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ مَیں نے دعا کی کہ میں خود کسی دہشت گرد حملہ کی شکار نہ بن جاؤں۔ ظاہر ہے کہ میں کسی حملہ کی شکار تو نہیں بنی بلکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔ مجھے تو یہاں شہزادیوں کی طرح رکھا گیا تھا۔ جلسہ سالانہ کے تأثرات میری زندگی میں سب سے بہترین تأثرات میں سے ہیں۔ میں بہت سارے لوگوں سے ملی ہوں لیکن مجھے احمدیوں جیسے ہمدرد لوگ کبھی نہیں ملے۔ میں نے ایک اعلیٰ اور عمدہ جماعت کو پایا۔ مجھے عاجزی اور محبت کے اعلیٰ معیاروں کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ ہر دن نہایت سحر انگیز تھا۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں یہاں سے بہت سارے دوست اور یادیں ساتھ لے کر جارہی ہوں۔ یہ حقیقت میں ایک ایسا تجربہ تھا جو میں کبھی نہیں بھول پاؤں گی۔

پھر بیلیز شہر کے میئر برنرڈ جوزف (Bernard Joseph) صاحب کہتے ہیں کہ میرا جلسہ سالانہ کا یہ پہلا تجربہ نہایت خوش کن اور دلنشین تھا۔ مَیں تینوں دن احمدیوں کے بھائی چارے باہمی محبت اور انسانیت کی خدمت سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں۔ میں ایک ایسے ملک سے آیا ہوں جہاں پر ہمیں بہت سارے معاشرتی مسائل کا سامنا ہے۔ مَیں بلیز سٹی کے میئر کے طور پر سمجھتا ہوں کہ ان تمام معاشرتی مسائل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے شاید ہمیں اپنی لوکل جماعت احمدیہ بیلیز سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ کہتے ہیں کہ میں یہاں سے بہت اچھی یادیں ساتھ لے کر جا رہا ہوں اور ان تعلقات کو بھی جو اِن تین دنوں کے دوران بنے ہیں۔ رہائش کھانے اور سفر وغیرہ کے تمام انتظامات نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ کاروں کے ڈرائیورز، ائیر پورٹ پر کھڑے خوش آمدید کرنے والے کارکن، اسی طرح جلسہ سالانہ کے دوران آب رسانی کی ڈیوٹی دینے والے بچے، پارکنگ والے کارکن، کھانا پکانے والے اور تمام ایسی انتظامیہ جو پس پردہ خدمت کی توفیق پا رہی تھی ان سب نے اس جلسہ کو نہایت ہی یادگار بنایا ہے۔

پھر اٹلی سے ایک پروفیسر یوستولا کُنسا بالدہ (Justo Lacunza Balda)۔ یہ کیتھولک مشنری پادری ہیں اور سابقہ پوپ کے مشیر بھی رہ چکے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس جلسہ میں تین باتیں خاص طور پر نوٹ کی ہیں۔ ایک تو مختلف اقوام کا آپس میں اس طرح پیار سے ملنا اور کسی قسم کا حجاب نہ ہونا ایک حیران کُن بات ہے اور دنیا میں کہیں اس طرح کا نظارہ نہیں ملتا۔ دوسرا اس جلسہ میں مجھے بہت سکون نظر آیا ہے۔ کسی قسم کی بے چینی نہیں تھی۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کے خطابات اپنے اندر بڑا واضح پیغام رکھتے ہیں اور ان میں ہمارے لئے بہت پریکٹیکل نصائح ہیں۔

پھر فلپائن کی ایک مہمان ایلینا لوبس صاحبہ۔ اس وقت عرب نیوز کے لئے کام کرتی ہیں اور گزشتہ سال منیلا بلیٹن کی صحافی کے طور پر جلسہ میں شامل ہوئی تھیں۔ اس سال پھر دوبارہ اپنے ذاتی خرچ پر شامل ہوئی ہیں۔ کہتی ہیں کہ میرا جلسہ سالانہ میں شمولیت کا دوسرا تجربہ ہے۔ مجھے کہنا پڑے گا کہ ہر بار جلسہ سالانہ کے انتظامات اور دیگر امور نے مجھے بے حد مرعوب کیا ہے۔ اسی طرح لوگوں کی ایمانی کیفیت بھی دیکھ کر اور خاص طور پر اس امر نے کہ کس طرح مختلف رنگ و نسل کے لوگ جلسہ سالانہ کے ماحول میں آ کر باہم گھل مل جاتے ہیں اور کسی بھی قومیت یا رنگ و نسل کے شخص میں ہرگز کوئی فرق نہیں رہتا۔ یہی باہمی محبت اور بھائی چارہ ہے جو آپ کے پیغام کو ایک عملی رنگ دیتا ہے جو کسی بھی تقریر سے زیادہ مؤثر اور دیرپا اثر چھوڑنے والا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ شاملین جلسہ اسی محبت اور برابری کی فضا کو اپنے اپنے ملکوں میں واپس لے کر جاتے ہوں اور اس طرح جلسہ میں شامل تمام ممالک اس ماحول سے مستفیض ہوتے ہوں گے۔ کہتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو احمدیہ جماعت کے ساتھ جلسہ کے ماحول میں کچھ دن گزارنے چاہئیں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پتہ چل سکے کہ محبت اور برادری کسے کہتے ہیں اور اسلام کا حقیقی چہرہ کس قدر خوبصورت ہے۔

جاپان سے آنے والے وفد میں شامل ایک خاتون یوکیکو کونڈو (Yukiko Kondo) صاحبہ میری جو عورتوں کی تقریر تھی اس کے بارے میں کہتی ہیں کہ خواتین کے خطاب سے پتہ چلتا ہے کہ خلیفۂ وقت کی نصائح، امام جماعت احمدیہ کی نصائح وہ پروٹیکشن (Protection) ہیں کہ جن کے سائے تلے احمدیت ترقی کر رہی ہے۔ خاندانوں کو جوڑنے اور مشینی دنیا سے باہر نکلنا واقعی اس وقت دنیا کی ضرورت ہے۔ کہتی ہیں کہ آجکل مذہب سے دوری کا رجحان ہے لیکن ہم یہ سوچ رہے تھے کہ وہ کون سی طاقت ہے جو جماعت احمدیہ کے افراد میں دینی خدمت کا جذبہ اور جوش قائم رکھے ہوئے ہے۔ یہ سوال ہمارے ذہنوں میں گردش کر رہا تھا۔ لیکن جلسہ کے پہلے دن ہی دعا میں شامل ہو کر اور امام جماعت احمدیہ کی نصائح سن کر یقین ہو گیا کہ دعا ہی وہ طاقت ہے جو جماعت احمدیہ اور دنیا بھر کے درمیان امتیاز پیدا کر رہی ہے۔ جلسہ میں ہمیں بار بار دعا کرنے کا موقع ملا۔ دعا کے بعد ہم نے دیکھا کہ ہمارے دل بھی ہلکے ہوئے ہیں اور ہماری روح کو ایک تازگی ملی ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ جلسہ کے دوران موسم گرم رہا لیکن ہم نے نہیں دیکھا کہ موسمی شدت کی وجہ سے لوگ اکتاہٹ کا شکار ہوئے ہوں۔ کارکنان کے چہروں پر مسکراہٹ قائم رہی۔ کھانے کے دوران نظم و ضبط مثالی تھا۔ جب مجھے پتہ چلا کہ پانی پلانے والے بچوں سے لے کر واش رومز کی صفائی کرنے والے رضا کاروں تک اکثر اپنی دلی خوشی سے یہ خدمات بجا لا رہے ہیں تو میں انہیں رشک سے دیکھتی اور دعا کرتی کہ خدا ان سب سے راضی ہو جائے جو لوگوں کی تسکین کے لئے اپنا آرام قربان کر رہے ہیں۔

گوادے لوپ کے ایک نومبائع پیٹرس میاکو (Patrice Mayeko) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی اس طرح کا پروگرام نہیں دیکھا۔ جلسہ کے پروگراموں کا بروقت شروع ہو جانا میرے لئے بہت متاثر کن تھا۔ تقاریر کے مختلف موضوعات وقت کی ضرورت کے مطابق تھے اور خاص طور پر میرے لئے بہت مفید تھے۔ جلسہ کا تمام انتظام ایک چلتی ہوئی مشین کی طرح تھا جس کا ہر پرزہ اپنی جگہ پر تھا اور سب کارکنان مل کر اس مشین کو بہترین طریقے سے چلا رہے تھے۔ ہر کارکن اپنے کام سے واقف اور ماہر نظر آتا تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ جلسہ میں منعقد کی جانے والی تمام نمائشیں بہت فائدہ مند تھیں۔ خاص طور پر آرکائیو اور مخزن تصاویر اور ریویو آف ریلیجنز نے مجھے بہت متاثر کیا۔ یہ نمائشیں مجھے بہت پسند آئیں اور انہوں نے میرے احمدیت کی تاریخ کے بارے میں علم میں بہت اضافہ کیا۔ اس جلسہ میں شامل ہو کے مَیں اور بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے ایسی بابرکت جماعت کے ساتھ منسلک ہونے کی توفیق دی۔ ایک کمی کی طرف بھی انہوں نے اشارہ کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس بابرکت جلسہ سالانہ کی تمام خوبیوں سے قطع نظر میری ادنیٰ سی سمجھ کے مطابق انگلش کے بالمقابل میں نے فرنچ زبان میں پروگراموں کی بہت کمی محسوس کی ہے۔

فرنچ پروگرام بنانے والے اس بات کو نوٹ کرلیں کہ یا تو فرنچ پروگرام ہوں یا پھر جو پروگرام ہو رہے ہوتے ہیں ان کا ترجمہ بھی کسی طریقے سے ہو۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کمزوریوں کی نشاندہی بھی ہمیں ساتھ ساتھ ہو جاتی ہے۔

جاپان سے آئے ہوئے ایک مہمان یوشیدا (Yoshida) صاحب جو کہ بدھ مت کے چیف پریسٹ ہیں انہوں نے عالمی بیعت کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ کہتے ہیں بیعت کی تقریب

دیکھ کر احساس ہوا کہ ہمارا ایک خدا ہے اس کے آگے جھکا جائے تو دلوں کو اطمینان ملتا ہے اور گناہ دُھل جاتے ہیں۔ نیز اگر سب انسان اختلافات ختم کر کے ایک ہونا چاہیں تو ہو سکتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں بیعت کی تقریب میں شامل ہو کر بے اختیار ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ہم بھی سجدے میں گر گئے اور ہمیں لگا کہ واقعی ہمارے گناہ دھل رہے ہیں۔

پھر انڈونیشیا کے ایک سکالر پروفیسر محمد صاحب ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کا انعقاد ایک بہت بڑا حیران کُن پروگرام ہے۔ اس جلسہ میں مختلف ممالک سے لوگ آئے ہوئے تھے اور ایسے لگ رہا تھا کہ گویا تمام دنیا کو اکٹھے کر کے اُمّتِ واحدہ بنا دیا گیا ہے۔ جس طرح یہاں رضا کار خدمت کر رہے تھے کسی اور تنظیم میں اس کی مثال نہیں ملے گی۔ یہ ایک بہت بڑا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ ہر میدان میں خدمت کرنے والی جماعت ہے۔ جلسہ کے دوران ہر قسم کے آدمی سے ملاقات ہوئی اور ان میں سے بعض بڑی بڑی شخصیات بھی تھیں۔ ہر طرف اسلامی اخوّت کا نظارہ نمایاں تھا اور ہر جانب امن و امان کا پیغام تھا۔ کہتے ہیں جہاں تک مہمان نوازی کا تعلق ہے تو اس کا بیان ناممکن ہے۔ کارکنان مہمانوں کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ بہت بشاشت سے پیش آتے ہیں۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ ہم اپنے گھر میں ہی رہ رہے ہیں۔ اور جلسہ سالانہ کی تقاریر جو تھیں ہر ایک کو بآسانی سمجھ آ رہی تھیں۔ کہتے ہیں میری تجویز ہے کہ اس قسم کے عظیم الشان جلسہ کا انعقاد انڈونیشیا میں ہو جس میں خلیفۂ وقت حاضر ہو یہ ہمارے لئے بڑی فخر کی بات ہو۔

اگر کرنا چاہیں تو اپنے ملک کے لوگوں کو قائل کریں وہاں تو احمدیت کی دشمنی میں بڑھتے جا رہے ہیں۔

پھر انڈونیشیا کی ایک مہمان خاتون ہیں جو کہ مسلمان عورتوں کی ایک تنظیم کی رہنما ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں جماعت احمدیہ کی کئی کتابیں پڑھ چکی ہوں اور جماعت کا کافی علم ہے لیکن جب جلسہ سالانہ میں شامل ہوئی اور خلیفۂ وقت کے خطابات اپنے کانوں سے سنے تو بہت متاثر ہوئی۔ واقعی جماعت احمدیہ کے لوگ عالم باعمل ہیں۔ جس طرح لوگ غور اور توجہ کے ساتھ خلیفۂ وقت کے ارشادات سنتے ہیں یہ سارا منظر دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کفر اور گمراہی میں مبتلا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی سچے مسلمان ہیں جو نماز کے پابند ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی بڑے اچھے طریق سے ادا کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں۔ ہر بات کرنے سے پہلے السلام علیکم کہتے ہیں۔ ہر پروگرام میں نظم و ضبط اور اطاعت کے ساتھ پیروی کرتے ہیں۔ ہر ایک رضا کار اپنی اپنی ذمہ داریوں کو تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کے تحت ادا کر رہا ہے۔ یہ سارا نظارہ دیکھ کر میں بہت متاثر ہوئی۔ اور کہتی ہیں کہ یہ سب کچھ امام الزمان اور خلافت کی برکات کا نتیجہ لگتا ہے۔ یہ احمدی نہیں ہیں۔

انڈونیشیا سے ہی ایک غیر احمدی سکالر تھے جو وہاں ایک یونیورسٹی کے شعبہ فلسفہ کے ہیڈ بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پہلی مرتبہ ایسی مجلس دیکھی ہے جس میں ہر لحاظ سے اور ہر پہلو سے روحانی امور کو مدنظر رکھا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں میں اس جلسہ کو ایک سنہری جلسہ خیال کرتا ہوں کیونکہ اس میں ساری دنیا سے لوگ خلافت کے ارد گرد پروانوں کی طرح جمع ہوئے ہیں۔ مَیں ایک انڈونیشین کی حیثیت سے خلیفۃ المسیح کی کوششوں کو سراہتا ہوں جنہوں نے تمام دنیا کے لوگوں کو ایک جگہ میں اکٹھا کر کے بھائی چارے کا منظر پیش کیا ہے۔

اصل میں تو خلافت اس کام کو آگے بڑھا رہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کے لئے بھیجے گئے تھے اور اللہ کرے کہ ان کو امام الزمان اور مہدی دوران کو ماننے کی بھی توفیق ملے۔

پھر کہتے ہیں کہ یہی سچا اسلام ہے اور یہی حقیقی اخوت ہے۔ جماعت احمدیہ ایک واحد عالمی تنظیم ہے جس کی مثال کہیں بھی نہیں ملتی۔ جماعت احمدیہ کا ماٹو نہایت عمدہ ہے۔ ہر دل میں کیل کی طرح گڑ جاتا ہے۔ خلیفۂ وقت کے ہر خطاب میں قرآن کریم، احادیث اور سنت نبوی کی روشنی میں نہایت احسن رنگ میں اسلامی تعلیمات بیان کی گئیں۔ جلسہ سالانہ گو صرف تین دن ہیں لیکن برکات کے لحاظ سے یہ تین دن بہت لبریز ہیں۔ ہم اس کے لئے آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔

گنی کناکری کے ایک صوبے کی گورنر سارنگ بے کمارا صاحبہ شامل ہوئی تھیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے اس سے بہترین اور منظم پروگرام پہلے نہیں دیکھا۔ تمام ممالک سے ہر رنگ و نسل کے لوگ بڑی تعداد میں شامل ہوئے جو کہ بہترین اسلامی نمونہ پیش کر رہے تھے۔ پیار اور محبت کا غیر معمولی اظہار جو صرف لفظی نہیں بلکہ عملاً دکھائی دے رہا تھا اور محسوس ہو رہا تھا۔ ہر وہ چیز جس کی ضرورت ہوتی ہر وقت میسر تھی۔ کہتی ہیں کہ مجھے تمام تقاریر سننے کا موقع ملا اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس وقت کی ضرورت کے عین مطابق تیار کی گئی ہیں۔ خصوصاً امام جماعت احمدیہ کی تقاریر غیر معمولی نوعیت کی تھیں۔ خطبہ جمعہ میں جو میزبانوں اور مہمانوں کو ہدایات دیں اگر ہم ان ہدایات پر عمل کریں تو ہمارے تمام مسائل جو کہ بلاوجہ پیدا ہو جاتے ہیں پیار اور محبت سے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے حل ہو جائیں۔ کہتی ہیں ان تین دنوں میں مَیں تو یہی سمجھتی ہوں کہ احمدیہ جماعت ایک منظم اور ایک امام کے اشارے پر چلنے والی جماعت ہے اور یہی اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے جس پر عمل کرتے ہوئے ہم آج ایک جماعت بن سکتے ہیں۔ آخر میں کہتی ہیں کہ دعا کی درخواست بھی کرتی ہوں کہ ہمارے ملک میں اللہ تعالیٰ امن قائم فرمائے اور حقیقی اسلام کا قیام عمل میں آئے۔

ہونڈورس کے ایک جرنلسٹ مانولو جوز اسکوٹو (Manolo Jose Escoto) صاحب ایک ٹی وی چینل کے ساتھ منسلک ہیں۔ کہتے ہیں جب مجھے ایک مسلمان جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی تو تجسس پیدا ہوا۔ کیونکہ عالمی سطح پر کم علمی کی وجہ سے مسلمانوں کے بارے میں برے اور منفی خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ لیکن میں شدت سے اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اس منفی رویے کی وجہ کم علمی ہے۔ مجھ جیسے ہزاروں لوگ ہیں جو مسلمانوں کی صحیح تعلیم اور جذبات سے آگاہ نہیں۔ اب احمدیہ جماعت کی بدولت میں نے اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھا۔ جلسہ سالانہ کے ماحول میں رہتے ہوئے مجھے یہ بات سمجھ میں آئی کہ لوگوں کے بارے میں کوئی متعصّبانہ رائے قائم کرنے سے قبل ان کو ذاتی طور پر جاننا لازمی ہے۔ جلسہ سالانہ کا مرکزی پیغام امن کا پیغام ہے جو ہر سطح کے لوگوں تک پہنچنا چاہئے۔ اسی طرح مجھے اچھے ہمدرد اور عزت کرنے والے لوگوں سے بھی ملنے کا موقع ملا جنہوں نے تمام مہمانوں کے لئے اپنے دل کھولے ہوئے تھے۔

گوئٹے مالا کی ایک صحافی خاتون گلاڈیس رامیرس (Galadys Ramirez) صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں کہ مجھے جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کر کے غیر معمولی مسرت و خوشی ہوئی۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اسلام کے متعلق بہت ساری غلط فہمیاں دور ہوئیں۔ حقیقی اسلامی تعلیمات سے آگاہی ہوئی۔ میرا دل خوشی سے لبریز ہے کہ جلسہ کے جملہ شرکاء نے میرے ساتھ انتہائی محبت اور احترام کا سلوک کیا۔ بحیثیت عورت کسی لمحہ بھی میں نے محسوس نہیں کیا کہ اپنے گھر سے دور ہوں اور اکیلی ہوں۔ بلکہ اس کے برعکس اس جگہ میں نے اپنے آپ کو محفوظ اور دوسروں کی نظر میں قابل احترام محسوس کیا۔ باہمی اخوت اور محبت کا عملی نمونہ دیکھا۔ دنیا کے مختلف ممالک کے افراد سے مل کر ایسا محسوس ہوا کہ سب ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور ہمدرد ہیں۔ اگرچہ مختلف زبانیں بولتے تھے مگر ان کے عملی نمونے نے یہ زبانوں کے اختلافات کو بھلا دیا۔ کہتی ہیں میں اس پُرامن اسلامی معاشرے سے بے حد متاثر ہوں اور میرا یقین ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد حقیقتاً امن و سلامتی کا عملی رنگ میں قیام کر رہے ہیں۔

وہاں سے ایک ٹی وی چینل کے فوٹو گرافر آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں ناقابل فراموش تجربہ ہے۔ کارکن سے لے کر افسر تک سب نے نیک جذبات کا اور محبت اور پیار کا سلوک کیا۔ جلسہ کے انتظامات اور تقاریر نے میرے ذہن کو جلا بخشی۔ عملی طور پر آپ لوگوں نے مجھے بتایا کہ حقیقی مسلمان کون ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں 2015ء میں جماعت سے تعارف ہوا تھا لیکن یہاں آ کر مجھے محسوس ہوا کہ اپنے گھر میں رہ رہا ہوں۔ بحیثیت انسان ہر ایک کا فرض ہے کہ دوسرے سے عزت و احترام سے پیش آئے اور ضرورتمند کی مدد کرے۔ کہتے ہیں کہ اس جلسہ سے مجھے یہ سبق ملا کہ ہم سب مل کر باہمی تعاون اور محبت و اخوت سے کام کریں تو عظیم الشان کام کر سکتے ہیں۔

میکسیکو سے ایک نومبایعہ الزبتھ پریرا (Elizabeth Parera) صاحبہ کہتی ہیں کہ مجھے احمدی ہوئے صرف ایک سال ہوا ہے اور میں اسلام کے بارے میں سیکھ رہی ہوں۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو ہمارے ملک میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور اس کی وجہ میڈیا ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ اسلام امن کا مذہب ہے مگر میرے گھر والے مجھے یہاں آنے سے روک رہے تھے اور مجھے ڈرا رہے تھے مگر یہاں پہنچنے کے بعد میں نے اس کے برعکس پایا۔ کہتی ہیں ائیر پورٹ سے ہمیں ریسیو کرنے سے لے کر جلسہ سالانہ کے تینوں دن تک جو رضا کاروں کا جذبہ اور سلوک میں نے دیکھا ہے اس سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ اب میرے دل میں جماعت کے بھائی چارے اور فیملی کے نظام کے بارے میں کوئی شک نہیں رہا۔ کہتی ہیں جو تصورات میں اپنے دل میں لے کر جا رہی ہوں ان کو میں میکسیکو واپس جا کر استعمال کروں گی اور لوگوں تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچاؤں گی۔

پھر میکسیکو کی ہی ایک نومبایعہ لاؤرا بریتو سوبیرانس (Laura Brito Soberanis) صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں کہ رضا کار کبھی کبھار میری بات نہیں سمجھ پاتے تھے لیکن مجھے یہاں آ کر علم ہوا کہ زبان کا فرق احمدیوں کے مابین تعلقات میں روک نہیں بن سکتا۔ خدا تعالیٰ کے پیار نے ہمیں ایک بنا دیا ہے۔ میں ایسے محسوس کر رہی ہوں جیسے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہوں اور خلیفۂ وقت کے خطابات سن کر میں نے اپنا جائزہ لیا کہ مجھ میں کون سی کمزوریاں ہیں اور اب مجھے یقین ہے کہ میں صحیح جگہ پر ہوں اور خدا تعالیٰ نے مجھے ہدایت کا راستہ دکھایا ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ جس طرح میرا ایمان پختہ ہو گیا ہے میرے گھر والے

بھی اسلام کو جانیں اور ان کا ایمان بھی پکا ہو۔

پھر محمد مبوہو عزیز (Mbohou Azize) صاحب کیمرون سے ہیں۔ کہتے ہیں میں گزشتہ سال بھی جلسہ میں شامل ہوا تھا۔ اس دفعہ پہلے کی نسبت ہر ڈیپارٹمنٹ میں ترقی ہوئی ہے۔ ٹرانسپورٹ اور رہائش کے انتظام بہت اچھے تھے۔ کھانے کے انتظامات سے بہت حیرت ہوتی ہے۔ اتنے بڑے مجمع کو دو گھنٹے میں کھانا کھلا کر فارغ کر دیا جاتا ہے۔ کوئی لڑائی اور شور شرابہ نہیں ہوتا۔ ہر ایک بروقت جلسہ گاہ میں جاتا ہے اور پروگرام سنتا ہے۔ یہ خاص چیز ہے جو دنیاوی پروگراموں میں نظر نہیں آتی۔ خدام جتنے جذبہ پیار اور محبت سے کام کر رہے ہوتے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جس جماعت کے پاس ایسے فدائی ہوں وہ ہمیشہ ترقی کرتی ہے۔ کہتے ہیں خاکسار پیشہ کے اعتبار سے جرنلسٹ ہے۔ ایم ٹی اے کے سٹاف سے میٹنگ ہوئی اور وہاں بھی ہمیں بڑا مزہ آیا۔ ہماری ضرورت کی ہر چیز موجود تھی جو چیزیں دنیا کے پرائیویٹ اور گورنمنٹ کے اداروں میں بھی میسر نہیں ہوتیں۔ جماعت کا پیغام غیروں تک کیسے پہنچ رہا ہے اس کا اندازہ مجھے غیر از جماعت مہمانوں کے تأثرات سے ہوا۔ ہر کسی نے جماعت کے پیار و محبت کی تعلیم کی تعریف کی۔ پھر کہتے ہیں خلیفۂ وقت نے عورتوں میں جو تقریر کی تھی وہ ہماری نئی نسل کی تربیت کے لئے بہت اہم ہے۔ سوشل میڈیا کا استعمال کیا ہونا چاہئے؟ یہ سب باتیں اس وقت کی اہم ضرورت ہیں۔ اگر ہم نے اپنے بچوں کو اس ماحول سے نہ بچایا تو وہ انسانیت اور اسلام سے بہت دور چلے جائیں گے۔ ہمیں اس تعلیم کو اپنانا ہوگا۔ پھر کہتے ہیں فحشاء کی جو تفسیر آخری تقریر میں کی وہ بہت اثر رکھنے والی تھی۔ اس کے معنی سن کر ایسا لگا کہ ہم سب ان برائیوں میں مبتلا ہیں۔ اور کئی لوگ ہیں جو نیک کہلاتے ہیں لیکن ان کے اعمال نیک نہیں ہوتے۔ اگر ہم خلیفۂ وقت کی اس تفسیر کو سمجھیں اور اس پر عمل بھی کریں تو ہم اپنی نسل کو پاک صاف معاشرہ دے سکتے ہیں۔ لفظ فحشاء کی اس تفسیر نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ ایسا بہترین نکتہ ہے جس کو میں اپنی زندگی کا حصہ بنائے رکھوں گا۔ کہتے ہیں میں نے مختلف نمائشیں بھی دیکھیں۔ جماعت کی تاریخ کا پتہ چلا۔ جو قومیں اپنی تاریخ کو نہیں بھولتیں وہ ہمیشہ ترقی کرتی ہیں۔ ریویو آف ریلیجنز ایک صدی کے عرصہ سے پیغام پہنچا رہا ہے جو جماعت احمدیہ نے شروع کیا۔ کہتے ہیں میں خود باقاعدگی کے ساتھ اس کا مطالعہ کرتا ہوں اور بہت معیاری آرٹیکل ہوتے ہیں اور اسی طرح ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات بھی بڑی بے مثال ہیں۔

آئس لینڈ کے وفد میں شامل ایک مہمان خاتون ایمیلیٹا اورڈونیز (Emelita Ordonez) صاحبہ کہتی ہیں کہ جلسہ میں شامل ہونے سے میرے علم میں بہت اضافہ ہوا اور میں جماعت احمدیہ کو بہتر رنگ میں سمجھنے لگی ہوں۔ دنیا بھر کے لوگوں سے ملنا اور ان سے گفتگو کرنا بہت دلچسپ تھا۔ مجھے ہر طرف امن محبت اور بھائی چارہ محسوس ہوا۔ جلسہ کی تقریریں ایمان افروز تھیں اور exhibitions دیکھ کر بہت لطف محسوس ہوا گو کہ نمائش میں شہداء کی تصویریں دیکھ کر دکھ بھی محسوس ہوا کیونکہ یہ ظلم محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے کیا گیا ہے اور کیا جاتا ہے۔ تیسرے روز بیعت کی تقریب نے دل پر ایک غیر معمولی اثر چھوڑا تھا اور بہت ساری چیزوں کا اور تأثرات کا الفاظ میں بیان کرنا محال ہے۔

میسیڈونیا سے ایک صحافی ٹونی اجتوسکی (Toni Ajtovski) صاحب بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ جلسہ پر جس بات کا میں نے سب سے زیادہ اثر لیا وہ خلیفۂ وقت کے خطبات تھے۔ خصوصاً تربیت اولاد کے حوالے سے آپ کا خطاب کہ بچوں کی تربیت اور ان کی نگرانی کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور خاص طور پر موبائل وغیرہ کے استعمال کا ذکر کیا کہ کس طرح یہ چیزیں فیملی کی اکائی کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہیں۔ یہ ایک عالمی پیغام تھا۔ کیونکہ دنیا میں ہر فیملی کو یہی مسائل درپیش ہیں۔ اگر ایک فیملی بطور فیملی اکٹھی نہ رہے اور افراد کا آپس میں تعلق نہ ہو تو وہ بکھر جاتی ہے اور فیملی کے بکھرنے سے سارا معاشرہ اور اکائی بکھر جاتی ہے اور اچھے مستقبل کی ضمانت نہیں رہتی۔

جارج کرینو (Jorge Carino) صاحب فلپائن سے آئے تھے۔ بڑے ٹی وی چینل اے بی ایس-سی بی این (ABS-CBN) کے معروف مارننگ شو کے میزبان ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ میری زندگی میں پہلا موقع تھا کہ میں نے اس قدر کثیر تعداد میں مختلف ملکوں اور رنگ ونسل کے لوگوں کو ایک جگہ جمع دیکھا۔ ہر شخص خواہ وہ کسی بھی ملک سے ہو خواہ لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہوں یا نہیں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراتے تھے اور سلام کرتے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے جمع ہونے کا مقصد صرف اور صرف محبت اور انسانی اقدار کو پھیلانا تھا۔ کہتے ہیں بطور صحافی مجھے ہزار ہا جلسے دیکھنے کا موقع ملا مگر جس قدر سکون، تحمل اور نظم وضبط کے ساتھ جلسہ سالانہ یُوکے کے انتظامات اور کارروائی ہوئی ہے اس کی مثال میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ رضا کاروں نے جس قدر محبت کے ساتھ ہماری عزت افزائی فرمائی اور ہماری ہر ایک ضرورت کا خیال رکھا اس نے بھی میرے دل پر بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ کہتے ہیں ٹریفک کنٹرول کی بات ہو یا گرمی دور کرنے کے لئے مشروب پلانا ہو، چھوٹے چھوٹے بچے بڑی محنت سے یہ ذمہ داریاں ادا کر رہے تھے۔ اور کہتے ہیں مجھے انتہائی خوشی ہے کہ میں اس جلسہ میں شامل ہوا کیونکہ اس جلسہ نے میرے ذہن کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ کھول دیا ہے اور مجھے ایک نیا زاویہ نظر دیا ہے۔ جلسہ اس لحاظ سے میری زندگی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے ایک نئے کلچر تہذیب وتمدن کو دیکھنے کا موقع ملا جو فلپائن کے کلچر سے مختلف ہے۔

پھر یونانی مہمان ماریسا ماٹنز صاحبہ کہتی ہیں کہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ اس تجربہ کو لفظوں میں بیان کیا جا سکے جو اڑتیس ہزار لوگوں کا حصہ بنتے ہوئے جو امن کے لئے دعا گو ہیں حاصل ہوتا ہے۔ جلسہ کے موقع پر جو رحم اور محبت کے جذبات سب کی طرف سے ملے یہ تجربہ نہایت متاثر کرنے والا تھا جس نے میری امیدوں کو مزید بلند کر دیا ہے کہ باوجود ہمارے اختلافات کے کس طرح انسانیت دنیائے امن کے نئے دور میں رواداری اور ایک دوسرے کو قبول کرتے ہوئے داخل ہونے کی طاقت رکھتی ہے۔ جس سے ہماری انسانیت کی ترقی میں یہ معیاری قدم ممکن نظر آتا ہے۔

پھر کینیڈا سے انڈیجنس (Indigenous) لوگوں کے جو فرسٹ نیشن کہلاتے ہیں ان کا وفد بھی شامل ہوا تھا جنہوں نے سروں پہ اپنے روایتی بڑے بڑے تاج پہنے ہوئے تھے۔ قبائلی لوگ تھے۔ ان کے تین قبائل کے چیف اور ایک ان کا یوتھ لیڈر شامل تھا۔ ان کے یوتھ لیڈر میکس فینڈے (Max Fineday) کہتے ہیں کہ ہمیں خدام کے جلسہ سالانہ پر رضا کارانہ خدمت نے بہت متاثر کیا۔ ہم واپس جا کر جلد ہی احمدی یوتھ اور فرسٹ نیشن کی یوتھ کے ساتھ اکٹھے پروگرامز کریں گے۔ احمدی نوجوانوں جیسا نظم وضبط میں نے کسی قوم میں نہیں دیکھا اور جس مہارت سے اپنے کام کرتے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

خدام بھی یہ بات یاد رکھیں کہ یہ تعریف ان کو مزید خدمت کی طرف متوجہ کرنے والی ہونی چاہئے۔

پھر ایک چیف روگر ریڈ مین (Roger Redman) کہتے ہیں کہ مجھے سگریٹ نوشی کی بہت عادت ہے اور ہم لوگ تمباکو کا استعمال کرتے ہیں بلکہ ہمارے قبیلے میں یہ ہے کہ سگریٹ نوشی اور تمباکو کا استعمال فرسٹ نیشن کے لوگوں کا ایک مذہبی رکن ہے اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمباکو کا استعمال روحانیت میں ترقی کے لئے خاص عنصر ہے۔ مگر جلسہ سالانہ کے موقع پر جب خلیفۂ وقت نے جماعت کے لوگوں کو یہ کہا کہ سگریٹ نوشی سے اجتناب کرنا ہے۔ تو چیف نے کہا کہ میں نے بھی عہد کیا اور اس بات کا اظہار بھی کیا کہ میں جلسہ کے دنوں میں سگریٹ نوشی سے پرہیز کروں گا اور پھر یہ اپنے وعدے پر قائم بھی رہے۔

پس یہ بات احمدیوں کے لئے بھی سبق ہے بلکہ کسی نے مجھے کہا کہ جو لمبی فلائٹس ہوتی ہیں دس بارہ گھنٹے کی ان میں بھی تو نوسموکنگ ایریا (no smoking area) ہوتا ہے۔ فلائٹ کے دوران سموکنگ (smoking) نہیں کر سکتے۔ اس وقت بھی صبر کرتے ہیں تو جلسہ میں کر لیں گے تو ثواب بھی ہوگا۔

پھر کہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کے خطاب کو سننے کے بعد میرا تاثر یہ ہے کہ اگر اسلام کی تعلیم محبت کرنا، امن پھیلانا اور انسانیت سے ہمدردی ہے جیسا کہ آپ نے اپنے خطاب میں بیان کیا ہے تو میں ضرور ایک احمدی مسلمان بننا پسند کروں گا۔ اور پھر چیف نے یہ بھی کہا کہ وہ کسی بھی ایسے وعدے سے پہلے اپنے بزرگوں سے مشورہ کریں گے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنی روایات کو بھی بڑا سنبھال کے رکھتے ہیں۔

پھر فرسٹ نیشن کے ایک چیف لی کراؤ چائلڈ (Lee Crowchild) کہتے ہیں جو عزت اور محبت ہمیں اس جلسہ پر ملی ہے وہ ہماری صدیوں پرانی تعلیم سے مشابہت رکھتی تھی۔ جیسا کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور اخوت سے رہتے تھے۔ ہماری تمام ضروریات پوری کی گئیں۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے بارے میں ایک رائے امریکہ والے رکھتے ہیں اور ایک رائے کینیڈا کے لوگ۔ مگر نہایت افسوس کی بات ہے کہ ہمارے بعض لوگ بھی مسلمانوں کے متعلق مثبت سوچ نہیں رکھتے۔ مگر اب میں سمجھتا ہوں کہ ہم خود اپنے دشمن ہیں۔ کہتے ہیں میں نے جماعت احمدیہ میں دیکھا ہے کہ نہ تو یہ لوگ ایک دوسرے سے جھگڑتے ہیں، نہ ایک دوسرے سے بحث کرتے ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کے خلاف کوئی بات کرتے ہیں۔

پس یہ ہر ایک کے اعلیٰ نمونے ہیں جو انہیں متاثر کر رہے ہوتے ہیں۔

سپین کے وفد میں شامل ایمیلو لوپیز (Emilo Lopez) صاحب کہتے ہیں میں پہلی بار جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے ساتھ میرا گہرا تعلق ہے۔ جلسہ بہت ہی دلچسپ تھا اور پھر دوسروں کے لئے tolerance اور عزت اور امن کا پیغام تھا۔ اسی طرح دوسرے مذاہب اور انسان کی قدر بھی ایک انوکھا پیغام ہے۔ احمدیوں کی مثال زندہ رکھنے والی ہے۔ کاش یہ اقدار، اخلاص ہر کوئی اپنا لے۔

پھر سپین کے وفد کے ایک صاحب جو قرطبہ اخبار میں کام کرتے ہیں کہتے ہیں تمام جلسہ کے شاملین کا اخلاقی ماڈل اور آپ لوگوں کی اچھائی بیان کرنا ہی میرے لئے ایک key point ہے

پھر سپین کے ایک اور صاحب ہیں کہتے ہیں مجھے گہرائی سے کلچر اور آپ کے مذہب کو جاننے کا موقع ملا ہے۔ بہت عمدہ مہمان نوازی تھی۔ اس کے علاوہ تقاریر بھی بہت دلچسپ تھیں۔

پھر سپین کے ایک اور صاحب کہتے ہیں کہ جلسہ میں شمولیت سے اس بات کا مکمل یقین ہوا ہے کہ حقیقی اسلام کا دہشت گردی اور خون خرابے سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

جمیکا سے ایک غیر از جماعت خاتون اوئیڈا نیسبیتھ (Ouida Nesbeth) صاحبہ شامل ہوئیں۔ اکاؤنٹنٹ ہیں پڑھی لکھی عورت ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں گزشتہ پانچ سال سے جماعت احمدیہ سے رابطہ میں ہوں۔ اس عرصہ کے دوران میرا جماعت کے ساتھ تعلق اور تعارف تو کافی تھا لیکن اس جلسہ میں شامل ہونے کے بعد اس میں بہت وسعت پیدا ہوئی ہے اور اسلام کے متعلق ذہن میں جو بھی شکوک تھے ان کا ازالہ ہو گیا ہے۔ مجھے یہ بات بہت اچھی لگی کہ عورتیں اور مرد علیحدہ علیحدہ تھے۔ (ایک طرف سے اعتراض ہوتا ہے لیکن عورتوں کو یہ بات اچھی لگی) اس وجہ سے لوگوں کی توجہ بٹتی نہیں ہے۔ خود انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ جب ہم اکٹھے ہوتے ہیں تو مردوں کی نظریں ٹھیک نہیں ہوتیں۔ کہتی ہیں کہ عورتیں اور مرد علیحدہ علیحدہ تھے اس وجہ سے لوگوں کی توجہ بٹتی نہیں ہے اور لوگ اسلام اور عبادات پر زیادہ توجہ دے پاتے ہیں۔ پس احمدی عورتیں بھی جو کسی وقت کسی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہیں ان کو بھی اس کے comment پہ سوچنا چاہئے۔

اٹلی کی پروفیسر رفائیلا (Raffaela) صاحبہ ایک سٹڈی سینٹر کی ڈائریکٹر ہیں۔ کہتی ہیں کہ بیعت کے دوران احمدیوں کی جو ایمان کی حالت تھی وہ غیروں کو بھی محسوس ہوئی ہے۔ میں نے سائیکالوجی پڑھی ہے اور مجھے انسان کے چال چلن اور رویّے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص اپنے ایمان کے دعوے میں کتنا سنجیدہ ہے اور مجھے احمدیوں کو دیکھ کر یقین ہو گیا ہے کہ آپ لوگوں کے ایمان کا معیار بہت بلند ہے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ دوران سال چھ لاکھ سے زائد بیعتیں ہوئی ہیں تو کہنے لگے کہ شکر ہے یہ لوگ جماعت میں شامل ہوئے۔

اٹلی کی ایک مہمان عورت جو اورینٹلسٹ (Orientalist) ہیں۔ مستشرقہ ہیں۔ اور ویٹیکن کے ایک رسالے کی صحافی بھی ہیں۔ کہتی ہیں کہ جلسہ پر آ کر جماعت کے کاموں کا کچھ اندازہ ہوا ہے۔ ہمیں دنیا کو ایک ایسی منظم اور پرامن اسلامی جماعت کی خبر دینی چاہئے۔ جماعت احمدیہ مسلمانوں کے درمیان بات چیت کے ذریعہ سے مسائل حل کرانے کے لئے بہت کوششیں کر رہی ہے۔ آپ لوگوں کے پراجیکٹس، پروگراموں اور خدمات کا علم ساری دنیا کو ہونا چاہئے۔

بیلارشین یونیورسٹی کے وائس ریکٹر سرگئی شتراوسکی صاحب کہتے ہیں بحیثیت ایک ماہر مذہب جسے اسلام کے بارے میں نہایت سرسری معلومات حاصل ہیں (ماہر مذہب تو ہوں لیکن اسلام کے بارے میں سرسری معلومات حاصل ہیں) لیکن جلسہ سالانہ میں شرکت کرنا میرے لئے نہایت قیمتی ناقابل فراموش اور نہایت فائدہ مند تجربہ تھا۔ اس جلسہ کی بدولت جو حقیقت مجھے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ اسلام ایک عالمی مذہب ہے۔ یہ جملہ عام طور پر لوگوں سے سننے میں آتا ہے لیکن ہر ایک اس بات پر یقین نہیں کر پاتا۔ انہیں کہیں تو اسلام کے بارے میں معلومات کی کمی ہے، کہیں بہت سی غلط فہمیاں ہیں اور کہیں اسلام کی مشکل شکلیں ہیں جو اس بات پر لوگوں کو یقین کرنے نہیں دیتیں کہ یہ عالمی مذہب ہے۔ لیکن جلسہ سالانہ کا ماحول شکوک وشبہات کی تمام دیواریں گرا دیتا ہے۔ اس معیار کی کسی بھی تقریب میں شمولیت کا یہ میرا پہلا تجربہ ہے جس میں پہلی مرتبہ میں نے مسلمانوں کے ماحول کا اتنے قریب اور توجہ سے مطالعہ کیا۔ اس جلسہ سالانہ میں نہایت دلچسپ چیزیں تھیں۔ مختلف ممالک کے نمائندگان اپنے قومی لباس میں یہاں موجود تھے۔ جلسہ سالانہ کے انتظامات بھی انسان کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ دو سو آدمیوں کی تقریب کا انتظام کرنا ہو تو مشکل ہو جاتا ہے لیکن اڑتیس ہزار لوگوں کا انتظام انہوں نے کس طرح کیا یہ بات واقعۃً حیرت زدہ کر دیتی ہے۔ میں تمام رضا کاروں کا بہت شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جلسہ کے بہترین انتظامات کئے۔

کارکنوں کے، رضا کاروں کے ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ اس دفعہ بھی کینیڈا سے تقریباً 140 خدام وائنڈ اپ کے کام کرنے کے لئے آئے تھے جنہوں نے اچھا کام کیا۔ علاوہ ان خدام کے جو یُوکے کے تھے۔ ان کا بھی شکریہ۔ اس کے علاوہ تبلیغی ڈیپارٹمنٹ یُوکے کو بھی اس سال سیمینار اور سوال و جواب کی مجالس لگانے کے علاوہ پانچ نمائشیں لگانے کا بھی موقع ملا۔ القرآن نمائش، قرآن کریم کی خوبصورت تعلیمات کو اجاگر کرتا تھا۔ مختلف قسم کے قرآن کریم اس میں رکھے گئے۔ اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سپیچ کونٹیسٹ (speech contest) تھا۔ ہالینڈ کے سیاستدان وِلڈرز (Wilders) کی طرف سے جو hate campaign چلائی گئی ہے اس کے جواب میں یہ تقریری مقابلہ ہوا تھا۔ کئی غیر احمدی اور غیر مسلم یورپین افراد نے بھی شرکت کی۔ ایک خاتون کیتھرین میری روحان (Katherine Mary Rohan) صاحبہ عیسائی ہیں۔ کہتی ہیں عورت ہونے کی حیثیت سے مجھے اس بات سے دلچسپی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کے بارے میں کیا رائے تھی۔ وہ ایک ایسے وقت میں آئے جبکہ یورپ میں افراتفری کا عالم تھا۔ ایسے زمانے میں انہوں نے یہ اعلان کیا کہ ہم اپنی عورتوں کو ساتھ عزت سے پیش آئیں گے۔ اسی طرح ایک بار کسی پوچھنے والے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ زندگی میں سب سے زیادہ احترام کا حقدار کون ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر اس کے بعد کون؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا تمہاری ماں۔ اور تیسری دفعہ پوچھنے پر بھی فرمایا تمہاری ماں۔ کہتی ہیں اس بات نے مجھے بڑا متاثر کیا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن صحبۃ حدیث 5971)

اسی طرح تبلیغ ڈیپارٹمنٹ کی ایک مہمان تھیں لینیٹ گومیلین کہتی ہیں اس سال پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقع ملا۔ میرا خیال ہے کہ ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کم علم رکھتا ہو جلسہ سالانہ میں شامل ہو جائے تو جلسہ کے اختتام پر اس موضوع پر اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں علم کا سمندر لے کر لوٹے گا۔

جلسہ کی جو دنیا میں مختلف ذرائع سے تشہیر ہوئی ہے اس میں میڈیا نے جو کیا وہ تو ہے۔ الاسلام ویب سائٹ کے ذریعہ سے بھی آٹھ لاکھ باسٹھ ہزار مرتبہ وزٹ کیا گیا اور ویڈیوز بھی دو لاکھ اٹھارہ ہزار لوگوں نے دیکھیں۔ آن لائن اور پرنٹ اخبارات میں جلسہ کے حوالے سے جو خبریں شائع ہوئی ہیں ان کی تعداد 53 ہے۔ ریڈیو پر بیس خبریں نشر ہوئیں۔ ٹی وی پر چار خبریں نشر ہوئیں۔ کل ملا کر رپورٹس کی تعداد ستتر (77) بنتی ہے۔ اس کے ذریعہ سے چھبیس ملین سے زیادہ لوگوں تک پیغام پہنچا۔ مشہور ٹی وی ریڈیو چینل میڈیا جو کوریج دینے والے ہیں ان میں بی بی سی ٹی وی ہے، آئی ٹی وی ہے، بی بی سی عربک ہے، دی اکانومسٹ رسالہ، دی ایکسپریس، انڈیپنڈنٹ، ہفنگٹن پوسٹ، ہیرلڈ، ایل بی سی، کیپیٹل ریڈیو، آلٹن ہیرلڈ، لندن لائیو۔ اس کے علاوہ بی بی سی کے انیس ریجنل ریڈیو سٹیشنز پر اتوار والے دن ہمارے نمائندگان کو وقت دیا گیا۔ اس کے ذریعہ بڑی آبادی کور ہوئی۔ دنیا بھر کے جرنلسٹ آئے ہوئے تھے وہ بھی واپس جا کر اپنے اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا میں اس حوالے سے خبریں اور ڈاکیومینٹریز دیں گے۔

ایک جاپانی نیوز ایجنسی کے صحافی کہتے ہیں کہ میں جلسہ سالانہ کے پرامن ماحول سے بہت متاثر تھا اور سب کے چہروں پر خوشی جھلکتی تھی مگر عالمی بیعت کے موقع پر اتنی کثیر تعداد میں شاملین سسک سسک کر رو کیوں رہے تھے؟ اس پر انہیں بعد میں بتایا گیا کہ احمدی مسلمان ہر ایک خوش تھا لیکن اس وقت رو رہے تھے کہ احمدی مسلمان خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کر رہے تھے اور دنیا میں امن وسلامتی کے لئے دعا کر رہے تھے۔

ایک صحافی خاتون مستورات کے جلسہ گاہ کے بارے میں کہتی ہیں کہ گزشتہ سال مجھے جلسہ میں شامل ہونے کا موقع ملا تھا لیکن مستورات والے حصہ میں نہیں جا سکی۔ اس سال مجھے مستورات کی طرف جانے کا موقع ملا۔ مجھے کہنا پڑے گا کہ آپ کی خواتین مرد حضرات سے زیادہ پڑھی لکھی اور دلچسپ ہیں۔ وہ ہر لحاظ سے آزاد تھیں اور اپنی جماعت کے ساتھ نہایت مخلص معلوم ہوتی تھیں۔ میرے لئے یہ بہت متاثر کن تجربہ تھا۔

اس سال افریقہ میں جلسہ کی کوریج جو ہوئی ہے پندرہ ٹی وی چینلز نے جلسہ یُوکے کی کارروائی نشر کی جن میں گھانا، نائیجیریا، سیرالیون، گیمبیا، روانڈا، برکینا فاسو، بینن، یوگنڈا، مالی، کونگو برازاویل اور پہلی مرتبہ برونڈی ٹیلی ویژن نے بھی جلسہ کی کارروائی نشر کی۔ متفرق صحافیوں نے اپنے اپنے چینلز پر نیوز سٹوریز دیں۔ مجموعی طور پر اس سے پچاس ملین افراد تک افریقہ میں جلسہ کی کارروائی دکھائی گئی۔ اس حوالہ سے سینکڑوں تأثرات بھی موصول ہوئے ہیں۔ پتہ لگتا ہے کہ لوگوں نے دیکھا۔

بہرحال یہ تو ایک بہت لمبی تفصیل ہے جو لوگوں کے اظہار خیال کی بھی ہے اور پریس کی بھی ہے۔ اسی طرح دوسرے شعبوں کے بارے میں جنہوں نے غیر معمولی اثر چھوڑا ہے۔ تصویری نمائش، ریویو کے علاوہ آرکائیو اور الحکم کی نمائش وغیرہ اور اس کی وجہ سے لوگوں کو جماعت کی تاریخ کا علم ہوا۔ جلسہ کے انتظامات بھی اور ان نمائشوں وغیرہ میں بھی سب جو کام کرنے والے تھے وہ رضا کار ہی تھے۔ اور جیسا کہ تأثرات سے بھی ظاہر ہے کہ یہ سب رضا کار ایک خاموش تبلیغ کر رہے تھے۔ بچے بھی، عورتیں بھی اور مرد بھی۔ اس مرتبہ عام طور پر شامل ہونے والے لجنہ کی طرف سے بھی اور مردوں کی طرف سے بھی، کارکنات کے اور کارکنوں کے بارے میں یہ اظہار کر رہے ہیں کہ غیر معمولی خوش اخلاق ہمیں ان میں نظر آئی اور خدمت کے جذبے کا اظہار بھی غیر معمولی تھا۔ تو اس وجہ سے سب شاملین کو اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے بعد ان خدمت کرنے والوں کا بھی شکر گزار ہونا چاہئے اور ان کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو آئندہ بھی خدمت کی توفیق دے۔

میں بھی سب کارکنان اور کارکنات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے اور آئندہ پہلے سے بڑھ کر خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ یہ خلافت احمدیہ کے مددگار بنے رہیں۔ سب کام کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں جو کارکنان ہیں کارکنات ہیں، سب سے بڑھ کر ان کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزاری کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خدمت کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر یہ خدمت کی توفیق ممکن نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ سب کو عاجزی میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس خدمت کی وجہ سے، اس تعریف کی وجہ سے کسی قسم کا تکبر ان میں پیدا نہ ہو۔

☆...☆...☆

بعض بزرگ اساتذۂ کرام کا ذکرِ خیر

میر انجم پرویز۔ مربی سلسلہ

محترم مولانا جلال الدین قمؔر صاحب :

1994ء میں خاکسار جامعہ احمدیہ میں داخل ہؤا تو اس وقت محترم مولانا جلال الدین قمؔر صاحب جامعہ کے بزرگ ترین اساتذہ میں سے تھے۔ اچکن زیبِ تن، سر پر طرہ دار عمامہ، سفید ڈاڑھی، ناک پر موٹے عدسوں والی عینک، ہاتھ میں عصا اور بارونق و پُرنور چہرہ اب تک ذہن و دل پر نقش ہے۔ جامعہ میں پہلے سال کے اختتام پر عربی بولنے، لکھنے اور پڑھنے کی مشق کی غرض سے ایک ماہ کے لیے ہماری کلاس کا عربی کیمپ لگایا گیا، جس میں آپ سے عربی پڑھنے کا موقع ملا۔ اس میں آپ نے ہمیں زمین کے جغرافیہ، سمندروں اور کچھ فلکیات کے بارہ میں عربی زبان میں بنیادی معلومات اور اصطلاحات سے روشناس کرایا، جس سے بہت سے نئے الفاظ سیکھنے کو ملے۔

آپ کی علمی قدوقامت کا اندازہ خاکسار کو اس وقت ہؤا جب خاکسار عربی زبان میں تخصص کر رہا تھا۔ آپ پر پیرانہ سالی میں فالج کا حملہ ہؤا، جس سے آپ بڑی ہمت سے صحت یاب ہوئے تھے اور بڑی تکلیف اُٹھا کر وقتاً فوقتاً خلافت لائبریری آیا کرتے تھے، ضعفِ پیری اور کئی عوارض کے باوصف آپ کو علم کی پیاس لائبریری میں کھینچ لاتی، نئی کتابوں سے تعارف حاصل کرتے اور بعض کتابیں پڑھنے کیلیے مستعار لے جاتے۔ غالباً 2004ء کی بات ہے، آپ خلافت لائبریری میں تشریف لائے اور استقبالیہ پر متعین کارکن سے پوچھا کہ عربی میں بھی کوئی نئی کتاب آئی ہے؟ خاکسار سامنے ہال میں بیٹھا مطالعہ کر رہا تھا، کارکن نے میری طرف اشارہ کر کے ان سے کہا کہ وہ سامنے عربی کے متخصص بیٹھے ہیں، وہ بہتر بتا سکیں گے۔ چنانچہ خاکسار آپ کے ساتھ عربی کتب والے سیکشن میں چلا گیا۔ خاکسار جس کتاب کا نام لیتا جواب ملتا کہ ''یہ تو میں نے پڑھی ہوئی ہے۔'' غرض کوئی کتاب ایسی نہ تھی جو آپ کی نظر سے نہ گزر چکی ہو۔ خاکسار نے کتاب الاغانی کا نام بھی لے دیا، جو اگرچہ کتاب تو بہت پُرانی ہے، لیکن اس کی نئی طباعت ہوئی تھی اور غالباً 18 جلدوں پر مشتمل تھی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے ٹائیفائیڈ بخار ہو گیا تھا۔ میں نے کہا کہ بستر پر فارغ پڑا ہوں، چنانچہ کتاب الاغانی پڑھنی شروع کر دی اور اس کی ساری جلدیں بخار میں ہی پڑھ ڈالی تھیں۔

تفسیر القرآن کے متخصص آپ سے عربی تفاسیر پڑھنے آپ کے گھر جایا کرتے تھے۔ خاکسار اگرچہ عربی ادب کا متخصص تھا، لیکن اجازت لے کر خاکسار بھی تفسیر والوں کے ساتھ آپ کے پاس جایا کرتا تھا۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ خود پڑھنے کی بجائے ہم میں سے کسی ایک سے تفسیر پڑھواتے اور ساتھ ساتھ جہاں اعراب اور تلفظ کی غلطیاں درست کرواتے، وہاں مشکل الفاظ و اصطلاحات کے معانی بھی بتاتے۔ نیز جہاں ضرورت ہوتی تفسیر کے مشکل مقامات کی وضاحت بھی فرما دیتے۔ یوں ہماری عربی تفسیر پڑھنے کی مشق بھی ہو جاتی۔

آپ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے، خاکسار ایک دوست کے ساتھ آپ سے ملنے آپ کے گھر گیا۔ آپ نے بتایا کہ آجکل میں اپنی فارسی کو بہتر کر رہا ہوں اور اس کے لیے میں مثنوی مولانا روم پڑھ رہا ہوں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام مثنوی کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ ایک تو اس کا کلام عارفانہ ہے، دوسرے اس کی زبان نہایت عمدہ ہے۔ آپ واقعۃً ارشادِ نبوی ''مہد سے لحد تک علم حاصل کرو'' پر عمل کرنے والے تھے۔ اور علم سیکھنے سکھانے کو آپ عبادت سمجھتے تھے، ورنہ دنیا داری کے لحاظ سے تو اسّی نوّے سال کی عمر میں فارسی کو بہتر کرنا بالکل بے سود نظر آتا ہے۔

آپ کی ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ آپ انتہائی شگفتہ مزاج اور ظریف الطبع انسان تھے۔ آپ کے دریائے طبیعت میں یکایک ایک موج سی اُٹھتی، جو حسنِ مزاح کے لطیف موتی بکھیر دیتی۔ آپ کی مجلس میں کسی کے بیزار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے طلبہ بڑھاپے کو پہنچ گئے ہیں، لیکن آج بھی آپ کی دلچسپ باتوں اور لطیف چٹکلوں کو نہیں بھولے۔

جامعہ میں ایک دفعہ آپ نے طلبہ سے پوچھا کہ ہوسٹل میں کیا کھا کے آئے ہو؟ طلبہ نے کہا دال پکی ہے۔ تو برجستہ فرمایا: اَلدَّالُ دَلِيْلٌ عَلٰى قِلَّةِ الْمَالِ وَ كَثْرَةِ الْعِيَالِ۔ دال اس بات کی دلیل ہے کہ مال کی قلت اور عیال کی کثرت ہے۔

آپ انتہائی باہمت آدمی تھے۔ آپ کو عہدِ پیری میں فالج ہؤا، لیکن آپ نے ہمت نہ ہاری اور بڑی جوانمردی سے اس کا مقابلہ کیا اور اللہ کے فضل سے اس کو شکست دی۔ آپ انتہائی پیرانہ سالی میں بھی اپنے بیشتر کام خود کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ کپڑے بھی خود دھو لیتے تھے۔ آپ کے گھر کے سامنے کچھ پودے لگے تھے۔ جن دنوں آپ فالج سے برسرِ پیکار تھے، ان دنوں کئی دفعہ آپ کو ایک چھوٹی سی بالٹی میں تھوڑا سا پانی لیے دیوار کے سہارے وقفے وقفے سے قدم اُٹھا کر جاتے ہوئے خاکسار نے خود مشاہدہ کیا ہے۔ اتنی تکلیف اُٹھا کر پودوں کو پانی دینے کا مقصد بیماری کو شکست دینا تھا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ضعفِ پیری کے باوجود آپ کے مضبوط عزم و ہمت کی بدولت کامیاب کیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے، آپ کے شاگرد دنیا کے طول عرض میں احمدیت کے نور کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں، ان کے ثواب میں یقیناً آپ بھی حصہ دار ہیں، کیونکہ آپ جیسے بزرگ عالم باعمل اساتذہ نے اپنے خونِ جگر سے یہ شمعیں روشن کی ہیں۔

محترم مولانا قریشی نور الحق تنویر صاحب :

آپ انتہائی دھیمے مزاج کے انسان اور بے حد شفیق اُستاد تھے۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک، باکردار، وضعدار، نفیس طبع، انتہائی ہمدرد اور صالح بزرگ تھے۔ کسی کو ذرا تکلیف دینا گوارا نہ کرتے تھے۔ جامعہ احمدیہ میں نائب پرنسپل اور صدر شعبہ عربی تھے۔ جب پرنسپل صاحب چند ماہ کی چھٹی پر بیرونِ ملک گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو قائمقام پرنسپل مقرر فرمایا۔ آپ نے قاہرہ یونیورسٹی مصر سے امتیاز کے ساتھ ایم اے پاس کیا۔ آپ انتہائی شستہ اور اعلیٰ عربی زبان بولتے تھے۔

جامعہ میں ہمیں آپ سے دو سال عربی پڑھنے کا موقع ملا۔ آپ کی شخصیت بہت منظّم تھی۔ نصاب ہمیشہ بروقت ختم کرتے اور اس کی اس طرح تقسیم کرتے کہ کم سے کم پڑھنے والا بھی بہت کچھ سیکھ جاتا۔ آپ جو پروگرام بناتے اس کی خود بھی پوری پابندی کرتے تھے۔ افسرانِ بالا سے جو حکم ملتا اس کی تعمیل ازبس ذمہ داری اور فکرمندی سے کرتے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ''حسن الظن من حسن العبادۃ''۔ کہ حسن ظن ایک حسین عبادت ہے۔ آپ اس حسین عبادت کا مجسم نمونہ تھے۔ آپ ہفتہ میں ایک دفعہ کلاس کا ہوم ورک چیک کیا کرتے تھے۔ ایک دوست نے کہا کہ میری ہوم ورک کی کاپی چوری ہو گئی ہے۔ یہ بات سن کر آپ نے انتہائی سنجیدگی سے اس طالبعلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ صیغۂ مجہول میں بھی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔ اگرچہ آپ نے براہِ راست کسی پر چوری کا الزام نہیں لگایا، لیکن بالواسطہ طور پر آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی چور ہے۔ یہ سب واقفِ زندگی ہیں اور ان کے بارے میں چوری کا تصور بھی کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ آپ کو یہ کہنا چاہیے کہ نوٹ بک گم ہو گئی ہے یا میں کہیں بھول گیا ہوں۔ آپ کی طبیعت میں جو لطافت اور احتیاط تھی، یہ واقعہ اس کی خوب عکاسی کرتا ہے۔ اگر ہم اسی نہج پر سوچنا شروع کر دیں تو ہمارے معاشرے سے بہت سی تلخیاں دُور ہو سکتی ہیں۔

اپنی زندگی کے آخری دنوں میں آپ ہسپتال داخل تھے۔ جامعہ کے طلبہ یا دیگر احباب آپ کی تیمارداری کیلیے جاتے تو ہر کسی سے جامعہ کے بارے میں پوچھتے اور خاص کر طلبہ کا پوچھتے کہ کسی کو کوئی تکلیف تو نہیں۔ اپنی صحت سے زیادہ آپ کو جامعہ کی فکر تھی۔

آپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد خاکسار اور خاکسار کے ایک ہم جماعت نے آپ کی اہلیہ کا انٹرویو لیا اور آپ کی سیرت و کردار کے حوالے سے دریافت کیا۔ آپ کی اہلیہ نے بتایا کہ وہ ایک فوجی آفیسر کی بیٹی تھیں اور ایک مختلف ماحول میں بڑے نازوں سے پلی تھیں۔ کہتی ہیں جب اِن کا رشتہ آیا تو مَیں نے کہا کہ مَیں ایک واقفِ زندگی کے ساتھ کیسے گزارا کر سکوں گی۔ مالی تنگی سے قطع نظر مجھے یہ فکر دامنگیر تھی کہ فکری اور ذہنی لحاظ سے ہم آہنگ ہونے میں شاید مشکل پیش آئے۔ لیکن جب مَیں شادی ہو کر آئی اور اس کے بعد جس قدر آپ نے میرا خیال رکھا کوئی اَور نہیں رکھ سکتا تھا۔ آپ بہت دلداری کرنے والے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنے والے تھے۔ میں آپ کے ساتھ بہت خوش رہی اور بڑی پُرمسرت اور پُرسکون زندگی بسر کی۔ آپ بہت حساس تھے، اور دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف کی طرح سمجھتے تھے، دوسروں کے جذبات کا خیال رکھتے اور خواہشات کا احترام کرتے اور کبھی کوئی شکایت پیدا ہونے نہیں دیتے تھے۔ خاکسار کو خوب یاد ہے کہ آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی اہلیہ فرطِ جذبات سے آبدیدہ ہو گئی تھیں۔

آپ کی اہلیہ نے ہمیں آپ کی کچھ پُرانی ڈائریاں بھی دیں، جن میں آپ اپنے معمولات رقم کیا کرتے تھے۔ خاکسار نے ان ڈائریوں میں جو نمایاں چیزیں دیکھیں ان میں ایک یہ تھی کہ آپ اپنے زمانۂ طالبعلمی سے ہی باقاعدگی کے ساتھ تہجد ادا کیا کرتے تھے۔ مصر میں تعلیم کے دوران بھی آپ تہجد کا التزام رکھتے تھے اور وہاں اپنی رہائش گاہ کی صفائی بھی باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔ نیز عصر کے بعد اپنے بعض اساتذہ سے ٹیوشن پڑھنے کے لیے جایا کرتے تھے۔ آپ کی شخصیت اور اعلیٰ اخلاق سے اساتذہ بے حد متاثر تھے اور وہ کہتے تھے کہ ایسے نیک طبع طالبعلم سے ہم فیس نہیں لیں گے۔ آپ نے اپنے ایم اے کے مقالے میں قرآن کریم کی عربی زبان و ادب پر تاثیر پر بحث کی ہے۔ یہ بہت اعلیٰ علمی مقالہ ہے جس کی نقل جامعہ احمدیہ ربوہ کی لائبریری میں موجود ہے اور اس قابل ہے کہ طبع ہو کر جماعتی عربی لٹریچر کا حصہ بنے۔

آپ اپنی سادگی، وقار، نفاست، خوش خُلقی، دیانتداری، ہمدردیٔ خلق اور اخلاص و وفا میں واقفینِ زندگی کیلیے ایک نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہر لحہ اپنے قرب سے نوازے، آمین۔

محترم مولانا عبد السلام طاہر صاحب :

محترم مولانا عبد السلام طاہر صاحب سے ان کی زندگی کے آخری ایام میں تعارف ہؤا۔ آپ نے جامعہ احمدیہ میں ہماری کلاس کو تفسیر القرآن کا مضمون پڑھانا شروع کیا۔ ہم نے آپ کو بہت خاموش طبع اور کم گو انسان پایا۔ چند دنوں بعد مجلس ارشاد کے تحت جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہؤا، جس میں آپ کی تقریر تھی۔ آپ نے بغیر کسی قسم کے نوٹس کے جس روانی کے ساتھ اور پُرشوکت انداز میں تقریر کی وہ ہم سب کیلیے حیران کن تھی۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ اتنے اچھے مقرر اور کہنہ مشق خطیب ہیں۔ دوسرے دن جب آپ کلاس میں تشریف لائے تو سب طلبہ نے آپ کے حسنِ خطابت پر اپنی حیرانی کا اظہار کیا۔ اس پر آپ نے ہمیں بتایا کہ جب میں جامعہ میں آیا تھا تو بالکل تقریر نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر کی تعریف سنی کہ جب وہ تقریر کر رہا ہو اُس وقت اگر کسی راہ چلتے آدمی کے کانوں میں اُس کی آواز پڑ جائے تو وہ گزر نہیں سکتا، بلکہ رُک کر سننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ تب میرے دل میں ایک درد پیدا ہؤا اور میں نے بہت دعا کی کہ یاالٰہی! اگر یہ باطل کا نمائندہ ہو کر اپنی تقریر میں ایسا سحر پیدا کر سکتا ہے تو ہم لوگ جو حق کی خاطر زندگیاں وقف کر کے آئے ہیں اور تیرے مہدی و مسیحؑ کی دعوت کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں، تو ہمیں بھی تقریر کا ملکہ عطا فرما۔ فرماتے ہیں کہ اس دعا کے ساتھ بطور تدبیر کے مَیں جامعہ کی چھٹیوں میں مختلف جماعتوں میں جا کر اچھی بُری جیسی بن پڑتی تقریر کرتا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور میں اچھی تقریر کرنا سیکھ گیا۔ آپ نے جب ہمیں یہ بات بتائی اس کے چند دنوں بعد ہی آپ بیمار ہو گئے اور پھر جانبر نہ ہو سکے۔ افسوس ہے کہ ہمیں آپ کی صحبت سے زیادہ فیضیاب ہونے کا موقع نہ مل سکا۔

ابھی پچھلے دنوں محترم مجید سیالکوٹی صاحب لندن نے مکرم مولانا عبد السلام طاہر صاحب کا ایک واقعہ سنایا جو آپ کے فنِّ خطابت ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ محترم میر داؤد احمد صاحب مرحوم جامعہ کے پرنسپل ہونے کے ساتھ ساتھ افسر جلسہ سالانہ بھی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں دورانِ جلسہ برقی رو منقطع ہو گئی اور پنڈال میں کچھ ہل چل مچنے لگی۔ حضور کو اطلاع ہوئی تو آپ نے محترم میر داؤد احمد صاحب سے فرمایا کہ جامعہ کے کسی اچھے مقرر کو تقریر کرنے کیلیے کہیں، جو مجمع کو سنبھال سکے؟ سیالکوٹی صاحب کہتے ہیں کہ میں میر صاحب کے ساتھ ہی ڈیوٹی کرتا تھا۔ آپ نے مجھے کہا کہ عبد السلام طاہر صاحب کو کہو کہ حضرت صاحب کا یہ ارشاد ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر

ان کو بتایا اور وہ اسی وقت سٹیج پر آ گئے اور فی البدیہ تقریر شروع کر دی اور جب تک بجلی نہیں آئی مجمع کو ہلنے نہیں دیا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دردمندانہ دعاؤں کو شرفِ قبول بخشا اور آپ کو تقریر کا ملکہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور خدمتِ دین کے ایسے ہی مخلصانہ جذبات ہمارے دلوں میں بھی پیدا کرے۔

محترم مولانا نصیر احمد انجم صاحب :

محترم نصیر احمد انجم صاحب جامعہ میں موازنہ مذاہب کے استاد تھے۔ انتہائی منکسر المزاج اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کا مطمحِ نظر محض خدمتِ دین تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو کبھی غیر ضروری باتوں اور دوسروں کی تنقید میں وقت ضائع کرتے نہیں دیکھا گیا۔ صرف اپنے کام سے کام رکھتے اور از بس عاجزی اور سادگی کے ساتھ اپنے واجبات و فرائض کی ادائیگی کی طرف متوجہ رہتے۔

طلبہ کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے تھے۔

خاکسار جب درجہ ثانیہ میں پہنچا تو ایک دم سے بہت زیادہ پڑھائی کا بوجھ پڑ گیا۔ مطالعہ کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے کورس مکمل نہیں ہو پاتا تھا۔ اُن دنوں جامعہ میں طلبہ کا ہفتہ وار جائزہ ہوتا تھا۔ خاکسار موازنۂ مذاہب کے پہلے جائزہ میں فیل تھا۔ آپ نے خاکسار سے فرمایا کہ آپ ایک دن مزید لے لیں اور تیاری کر کے کل دوبارہ امتحان دے دیں۔ خاکسار ساری رات پڑھتا رہا، بمشکل نصاب پورا کیا، لیکن اکثر چیزیں سر سے گزر گئیں۔ دوسرے دن جائزہ دیا جو پہلے سے کچھ بہتر تھا، تاہم پاس ہونے کے لائق نہ تھا۔ میرے ایک روم میٹ نے آپ کو بتا دیا تھا کہ یہ ساری رات پڑھتا رہا ہے۔ مکرم نصیر انجم صاحب نے بہت حوصلہ افزائی فرمائی اور کہا کہ میں آپ کو پاس کر دیتا ہوں، محنت کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو جاؤ گے۔ وہ وقت ایسا تھا کہ شاید میں جامعہ ہی چھوڑ جاتا، لیکن آپ کی حوصلہ افزائی اور شفقت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم جاری رکھنے کی توفیق دی۔

آپ کو تقریر میں خوب مہارت حاصل تھی۔ بعض دفعہ کسی موضوع پر فی البدیہ بات کرنی پڑ جاتی تو بھی ایسے لگتا جیسے کوئی خوب تیاری کے بعد بات کر رہا ہو۔ جامعہ پاس کرنے کے بعد دورانِ تخصص خاکسار کو مکرم نصیر انجم صاحب کے ساتھ ایم ٹی اے کے لیے بعض پروگرام ریکارڈ کروانے کی توفیق بھی ملی۔ خاکسار اور خاکسار کے ایک ہم جماعت مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب مہمان ہوتے تھے اور مکرم نصیر انجم صاحب، جو ہم دونوں کے استاد تھے، پروگرامز کی میزبانی کرتے تھے۔ ہم نے سیرت النبی ﷺ اور سیرت صحابہؓ کے پروگرامز کی بیسیوں اقساط ریکارڈ کروائیں۔ ہم دونوں شاگردوں کی ذمہ داری ہوتی تھی کہ مواد نکال کر اور اس کی تقسیم کر کے مکرم نصیر انجم صاحب کو ان کے حصے کا مواد پہنچائیں۔ بعض دفعہ ہم اتنی تاخیر کر دیتے کہ آپ کو مواد پڑھنے کا موقع نہ ملتا۔ آپ پروگرام ریکارڈ کروانے سے چند منٹ پہلے ایم ٹی اے کے دفتر ہی میں بیٹھے بیٹھے ایک نظر ڈال لیتے اور پروگرام ریکارڈ کروا دیتے تھے۔ اس کے باوجود آپ کے بیان میں بہت روانی ہوتی اور موضوع کا ایسا خوش اسلوبی کے ساتھ احاطہ کرتے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ پھر کئی دفعہ ہم سے کسی بات کا کوئی پہلو نامکمل رہ جاتا تو پروگرام کے دوران میں ہی بروقت اس کو مکمل کر دیتے اور اگر ہم سے کوئی غلطی ہو جاتی تو فوراً غیر محسوس طریقے سے اس کی درستی کروا دیتے تھے۔ غرض پروگرام کی کامیابی آپ کے رہینِ منت ہوتی تھی۔ آپ سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا۔

اسی ضمن میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ آپ کبھی ہم پر ناراض نہیں ہوئے اور نہ کبھی غصہ کیا اور کبھی یہ نہیں کہا کہ اتنی دیر سے مجھے مواد کیوں دیا ہے۔ ہمیشہ مسکرا کر صرف اتنا کہہ دیتے کہ یار! ذرا جلدی مواد دے دیا کریں۔ آپ میں غصہ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ کبھی آپ کو گلہ شکوہ کرتے نہیں دیکھا۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے اور اپنے شاگردوں سے بھی عزت کے ساتھ پیش آتے تھے۔

خوش مزاجی بھی آپ کے نمایاں اوصاف میں شامل تھی، لیکن بایں ہمہ آپ نے کبھی متانت اور وقار کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ جامعہ میں لطائف کا مقابلہ ہوتا تھا، جس میں اکثر آپ کو بطور منصف شامل ہونے کی دعوت دی جاتی تھی اور ہر دفعہ آپ سے کوئی لطیفہ سنانے کی پُرزور فرمائش بھی ہوتی تھی۔ آپ کو لطیفہ سنانے کا خاص فن آتا تھا۔ آپ جب بھی کوئی لطیفہ سناتے محفل کشتِ زعفران بن جاتی۔ بعض دفعہ آپ کوئی ایسا لطیفہ سناتے جو طلبہ نے پہلے بھی سنا ہوتا تھا، لیکن آپ کی زبان سے سن کر لطف دوبالا ہو جاتا تھا۔

آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں ایڈیٹر تشحیذ الاذہان اور کئی شعبوں کے مہتمم کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ایک دفعہ سالانہ تربیتی کلاس کے موقع پر شعبہ تربیت کی نگرانی آپ کے ذمہ تھی، جس میں تربیتی کلاس میں شامل خدام کی نمازوں، درسوں اور خطبہ حضور انور سنوانے کا انتظام و انصرام شامل تھا۔ آپ کے معاونین میں خاکسار بھی شامل تھا۔ آپ کے عجز و انکسار کا یہ حال تھا کہ کئی دفعہ آپ اپنے معاونین کے ساتھ مل کر نماز کے لیے خود صفیں بچھانے لگ جایا کرتے تھے۔ ہم بہت کہتے کہ سر! آپ رہنے دیں، لیکن آپ فرماتے کوئی بات نہیں، اس میں کیا حرج ہے۔ اسی طرح آپ کہا کرتے تھے کہ جب بڑا اجتماع ہو اور شیڈیول سخت ہو تو نمازوں کو معمول کی نسبت مختصر کر دینا چاہیے، لیکن اتنی مختصر بھی نہ ہوں کہ کچھ پڑھا ہی نہ جا سکے۔

جامعہ احمدیہ یُوکے کے طلبہ ایک شیڈیول کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف پاتے ہیں۔ جامعہ یُوکے کے ایک طالبعلم نے خاکسار کو بتایا کہ جس دن محترم نصیر انجم صاحب کی وفات ہوئی، اس دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہماری ملاقات تھی۔ ملاقات کے دوران میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جانتے ہو آج کون فوت ہؤا ہے؟ جماعت کے ایک بہت بڑے عالم کی آج وفات ہو گئی ہے اور ان کا نام نصیر احمد انجم ہے۔

اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے ہزاروں لاکھوں باوفا اور تقویٰ شعار علماء عطا کرے جو خلافت کے دست و بازو اور سلطانِ نصیر بنیں اور خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت کرنے والے ہوں۔ آمین

خدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

****

بقیہ: اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ

.....................از صفحہ نمبر 4

ترجمہ: ظفر اللہ خان کی کابینہ میں پوزیشن کے بارے میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ امریکہ ایک گندم کا دانہ بھی نہیں دے گا۔ میں کہتا ہوں اگر واقعی ایسا ہے تو یہ معاملہ اور بھی سنگین بن جاتا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ امریکہ کے ایجنٹ وزارتِ خارجہ پر قابض ہیں اور ہماری خارجہ پالیسی دس لاکھ ٹن گندم کے عوض گروی رکھی ہوئی ہے۔

گویا یہ سنسنی خیز انکشاف کیا جا رہا ہے کہ امریکہ اس شرط پر پاکستان کی مدد کرتا تھا کہ چوہدری ظفر اللہ خان کو وزیرِ خارجہ رکھو گے تو مدد ملے گی ورنہ نہیں۔ گویا یہ ثبوت دیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں احمدی مغربی طاقتوں کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

اس بارے میں حقائق پیش کرنے سے پہلے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے اس فیصلہ میں نامکمل حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بیان میں مودودی صاحب نے فوراً یہ وضاحت پیش کر دی تھی کہ وہ ہرگز امریکہ کی حکومت کو کسی قسم کا الزام نہیں دے رہے۔ انہوں نے کہا تھا:

''مگر مجھے یقین نہیں آتا کہ امریکی حکومت کا کوئی مدبر ایسا بیوقوف ہوسکتا ہے کہ وہ پاکستان کے ساڑھے آٹھ کروڑ باشندوں کی دوستی پر ایک شخص کی دوستی کو ترجیح دے۔ اور 48 کروڑ روپے کے ایک دوستانہ تحفے سے باشندگانِ پاکستان کو احسان مند بنانے کی بجائے ان کے دلوں میں اپنی قوم کو اور حکومت کے خلاف اُلٹے سیاسی شکوک پیدا کر دے۔'' (قادیانی مسئلہ اور اس کے مذہبی سیاسی اور معاشرتی پہلو، از ابوالاعلیٰ مودودی صاحب، ناشر اسلامک پبلیکیشنز مئی 2000 صفحہ 135)

مکمل حوالہ پڑھ کر یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس عدالتی فیصلہ میں ایک بے جان اعتراض میں زندگی کی روح پھونکنے کے لئے مودودی صاحب کے بیان کا سہارا لیا گیا تھا لیکن جب ہم پورا بیان پڑھتے ہیں تو وہ خود ہی اس مفروضے کی مکمل تردید کر دیتا ہے۔ لیکن ہم مزید تسلی کے لئے کچھ مالی اعداد و شمار پیش کرتے ہیں۔

جہاں تک پاکستان کے لئے امریکہ کی مدد کا تعلق ہے تو ہمیشہ سے سب سے متنازعہ ملٹری مدد رہی ہے۔ دسمبر 1948ء سے چھ سال تک چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پاکستان کے وزیرِ خارجہ رہے۔ اور اس دوران امریکہ کی طرف سے پاکستان کو ایک ڈالر کی بھی ملٹری ایڈ نہیں دی گئی۔ اور اس کے اگلے چھ برس کے دوران 2069 ملین ڈالر کی خطیر ملٹری مدد دی گئی۔

اب اقتصادی مدد کا جائزہ لیتے ہیں۔ جن چھ سالوں میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب وزیرِ خارجہ تھے ان کے دوران امریکہ کی طرف 826 ملین ڈالر کی اقتصادی مدد پاکستان کو دی گئی اور اس سے اگلے چھ برس کے دوران 5371 ملین ڈالر اقتصادی مدد دی گئی۔

(Figures are adjusted for inflation and presented in 2009 constant dollars)

(https://www.theguardian.com/global-development/poverty-matters/2011/jul/11/us-aid-to-pakistan.retrieved on 14.8.2018)

ان اعداد و شمار کی روشنی میں تو کوئی ذی ہوش اُن الزامات کو قبول نہیں کر سکتا جو کہ اِس عدالتی فیصلہ میں لگائے گئے ہیں۔ لیکن ہمیں تو کوئی یہ سمجھائے کہ آخر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے وزارتِ خارجہ سے رخصت ہوتے ہی کون سی کرامت ظہور میں آئی کہ امریکی مدد کا سیلاب اُمڈ آیا۔

سرکاری اختیارات کے ناجائز استعمال کا الزام

پاکستان میں مخالفین عموماً یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ احمدیوں کو کلیدی عہدوں پر نہیں لگانا چاہیے۔ اس مطالبہ کا کوئی آئینی اور قانونی جواز موجود نہیں ہے۔ اس جواز کو پیدا کرنے کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ احمدی سامراجی طاقتوں کے ایجنٹ ہیں اور عہدے کا فائدہ اُٹھا کر ناجائز طور پر دوسرے احمدیوں کی یا جماعتِ احمدیہ کی مدد کرتے ہیں۔ اور خاص طور پر 1953ء کی شورش کے دوران سب سے زیادہ یہ الزام حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر لگایا گیا تھا۔ اس بارے میں تحقیقاتی عدالت میں مودودی صاحب کے بیان کا حوالہ دیتے ہوئے اسلام آباد ہائی کورٹ کے اس فیصلہ میں لکھا ہے کہ مودودی صاحب نے یہ الزام لگایا تھا۔ گویا مودودی صاحب کا کہنا کافی دلیل ہے اور کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ مودودی صاحب جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور اُن کا الزام لگا دینا کسی دلیل یا ثبوت کی حیثیت نہیں رکھتا۔ بہر حال اس فیصلہ میں مودودی صاحب کا یہ بیان درج کیا گیا ہے:

"The demand for Sir Zafarullah Khan's removal from office not only originates from the doctrine that no non-Muslim should hold the office of a Minister in an Islamic state, but is also based on the fact that Sir Zafarullah Khan had always misused his official position to promote and strengthen the Qadiani movement."(page 47)

ترجمہ: یہ مطالبہ کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو وزیرِ خارجہ نہیں ہونا چاہیے صرف اس نظریہ کی وجہ سے نہیں ہے کہ کوئی غیر مسلم اسلامی ریاست میں وزیر نہیں بننا چاہیے۔ بلکہ اس کی بنیاد اس حقیقت پر بھی ہے کہ سر ظفر اللہ نے ہمیشہ اپنی سرکاری پوزیشن کا غلط استعمال کیا ہے اور اسے قادیانی تحریک کو ترویج دینے اور اسے مضبوط بنانے کے لئے استعمال کیا ہے۔

یہ وہ الزام ہے جو اُس وقت لگایا جاتا تھا اور اب بھی لگایا جاتا ہے۔ لیکن جب تحقیقاتی عدالت میں اس بارے میں خواجہ ناظم الدین صاحب سے سوال کیا گیا تو انہوں نے اپنے ایک جاری کردہ سرکلر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا:

"It did not necessarily accept the allegation against the Foreign Minister but he had a general reputation that he tries to help Ahmadis and to convert people to his community. I asked for definite complaints which however were not available."

ترجمہ: اس کا لازمی مطلب یہ نہیں کہ وزیرِ خارجہ کے خلاف الزامات کو تسلیم کر لیا گیا تھا البتہ عمومی شہرت یہ تھی کہ وہ احمدیوں کی مدد کرتے ہیں اور لوگوں کو احمدی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے معین شکایت پیش کرنے کے لئے کہا لیکن ایسی کوئی شکایت پیش نہیں کی گئی تھی۔

اور اس سے قبل یہ ذکر چل رہا ہے کہ علماء کا وفد

وزیرِ اعظم سے مل کر اپنا موقف پیش کر چکا تھا۔ ذرا تصور کریں کہ چھ سال چوہدری ظفر اللہ خان صاحب وزیرِ خارجہ رہے اور اُس وقت بھی اور اب تک یہ الزام لگایا جاتا رہا۔ خود وزیرِ اعظم نے دلچسپی لے کر مخالفین کو کہا کہ اس بات کی کوئی ایک معین مثال پیش کریں کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنے عہدے سے جماعتِ احمدیہ کو ناجائز فائدہ پہنچایا ہو اور وہ ایک مثال بھی پیش نہ کر سکے۔ مودودی صاحب کا عدالت میں بیان پڑھ جائیں ، انہوں نے صرف یہ الزام لگایا اور اس کی کوئی ایک مثال بھی پیش نہ کر سکے۔ دوسرے مخالفین کے بیانات پڑھ جائیں وہ بھی اس کا نہ کوئی ثبوت پیش کر سکے اور نہ کوئی مثال ان کے پاس تھی۔ چھ سال میں انہیں اس کی ایک بھی مثال نہ مل سکی۔ اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس عدالتی فیصلہ میں صرف مودودی صاحب کا الزام ہی درج ہے کوئی ثبوت نہیں دیا گیا۔ اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یہ الزام جھوٹ کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اور دوسری طرف تحقیقاتی عدالت میں ثابت ہوا کہ انہی سالوں میں پنجاب حکومت سرکاری فنڈز سے ان علماء کی جیبیں گرم کر رہی تھی جو جماعتِ احمدیہ کے خلاف شورش چلا رہے تھے۔ اور اُن اخبارات کو جو جماعتِ احمدیہ کے خلاف مضامین شائع کر رہے تھے تعلیمِ بالغاں کے فنڈز سے رشوتیں دی گئی تھیں۔

اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

جہانگیر پارک میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر پر اعتراض

اس فیصلہ کے صفحہ 46 پر لکھا ہے:

"Ahmadis announced to hold a public meeting at Karachi. Mr. Zafarullah was the main speaker. The Prime Minister Khawaja Nazimuddin expressed his disapproval of the Zafarrullah's attending such gathering. But Mr. Zafarullah was so committed that he told the Prime Minister that he would either resign or attend the meeting. Sir Zafarullah's controvercial speech resulted in eruption of demonstrations in Punjab and Karachi and intensified the anti-Qadiani movement."

ترجمہ : احمدیوں نے کراچی میں ایک عام جلسہ کرنے کا اعلان کیا۔ مسٹر ظفر اللہ اس کے اہم مقرر تھے۔ وزیرِ اعظم خواجہ ناظم الدین نے اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ ظفر اللہ ایسے اجلاس میں شرکت کریں۔ لیکن مسٹر ظفر اللہ اس بارے میں اتنے پُرعزم تھے کہ انہوں نے وزیرِ اعظم کو کہا کہ یا وہ اس عہدے سے مستعفی ہو جائیں گے یا اس جلسہ میں شرکت کریں گے۔ سر ظفر اللہ کی متنازعہ تقریر کے نتیجہ میں پنجاب اور کراچی میں مظاہرے شروع ہو گئے اور قادیانیت کے خلاف مہم اور تیز ہو گئی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وزیرِ اعظم اور جسٹس شوکت عزیز صاحب کے نزدیک یہ بات قابلِ اعتراض تھی کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ایک حکومتی عہدیدار ہوتے ہوئے بھی ایک فرقہ کے جلسہ میں تقریر کریں۔ یقینی طور پر ہر ایک شخص کو اپنی رائے قائم کرنے کا حق ہے۔ لیکن اُس وقت جو حالات تھے ان کی چند جھلکیاں پیش ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے مطابق چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی یہ تقریر" ایک عالمگیر مذہب کی حیثیت سے اسلام کی برتری پر تھی۔" اسلام کی فضیلت پر اس تقریر کے صرف چند فقروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر تھا۔

اس کے برعکس مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب نے جو کہ مسلم لیگ کی طرف سے مرکزی اسمبلی کے ممبر تھے اپنی ایک کتاب شہاب کو شائع کرنے کی اجازت دی اور اس میں احمدیوں کو واجب القتل قرار دیا گیا تھا۔ اور احمدیوں کے خلاف شورش برپا کرنے والوں نے جلسوں میں سب کو اس کتاب کو پڑھنے کا مشورہ دیا۔ اور اس اشاعت کے بعد احمدیوں کے قتل کی وارداتیں شروع بھی ہوئیں۔ مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے اس کتاب پر پابندی نہیں لگائی۔ جب احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز جلسے شروع ہوئے تو بعض مقامات پر خود ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایسے جلسوں کی صدارت کی اور ان جلسوں میں احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز بیانات دیئے گئے۔ لیکن حکومت نے ان افسران کو اُن کے عہدوں سے برطرف نہیں کیا۔ خود پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ ممتاز دولتانہ صاحب نے حضوری باغ میں جلسہ عام سے تقریر کرتے ہوئے احمدیوں کے خلاف خوب زہر فشانی کی اور کہا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں تسلیم کرتا وہ غیر مسلم ہے اور اس معاملہ میں بحث کرنا بھی کفر ہے۔ احمدیوں کے خلاف چلنے والی نفرت انگیز تحریک کے ذمہ دار خود احمدی ہیں۔ اور احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی راہ میں ایک مسئلہ یہ حائل ہے کہ اس صورت میں احمدیوں کو وہ حقوق دینے پڑیں گے جو وہ احمدیوں کو نہیں دینا چاہتے۔ اور خود حکمران مسلم لیگ کے عہدیدار جماعتِ احمدیہ کے خلاف جلسے اور جلوس کر رہے تھے۔ پنجاب کی مسلم لیگ کی کونسل نے یہ قرارداد منظور کی کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ یہ تو بیانات کا تذکرہ تھا۔ اُس وقت احمدیوں کے خلاف شورش کی، جس میں احمدیوں کو قتل کرنے اور ملک سے باہر نکالنے کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں، اُس وقت کی پنجاب حکومت مالی نوازشوں سے اس شورش کی مدد کر رہی تھی۔ چنانچہ تحقیقاتی عدالت میں یہ ثابت ہوا کہ پنجاب حکومت نے احسان، مغربی پاکستان، زمیندار، آفاق جیسے اخبارات کو تعلیم بالغاں کے فنڈ سے رقم نکال کر بطور رشوت دیئے۔ اور ان اخبارات نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف نفرت انگیز مضامین شائع کئے۔ اور اسی طرح اس رپورٹ میں اعتراف کیا گیا تھا کہ پنجاب حکومت نے محکمہ اسلامیات قائم کیا جس کے فنڈز سے ان علماء کو مالی طور پر نوازا گیا جو کہ جماعت احمدیہ کے خلاف شورش میں سرگرم تھے۔ اور یہ سب کچھ پاکستان کے لوگوں کے دیئے گئے ٹیکس سے کیا گیا۔ پولیس نے مخالفین جماعت کی طرف سے ایسا سرکلر بھی پکڑا جس میں لکھا گیا تھا کہ جو چوہدری ظفر اللہ خان کا گلا کاٹے گا وہ جنت میں جائے گا۔ اس کے باوجود نہ وزیر اعظم کی طرف سے اور نہ کسی اور سطح پر پنجاب حکومت، ممتاز دولتانہ صاحب یا پنجاب مسلم لیگ کی کونسل کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کی گئی۔ ہم نے صرف ٹھوس حقائق پیش کئے ہیں اور تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے حوالے درج کئے جا رہے ہیں۔ پڑھنے والے خود آزادانہ رائے قائم کر سکتے ہیں کہ کیا اس پس منظر میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر پر جو اسلام کی فضیلت پر تھی اور اس میں کسی فرقہ کے خلاف نفرت انگیزی نہیں کی گئی تھی کوئی اعتراض ہو سکتا ہے؟

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے فسادات پنجاب 1953ء صفحہ 97–88, 98–90,83, 77,55, 85, 18,24,36,44, 48)

مارچ 1953ء کے واقعات

جماعتِ احمدیہ کے خلاف یہ فسادات ممتاز دولتانہ صاحب کی پنجاب حکومت کے زیر سایہ پھلتے پھولتے بالآخر مارچ 1953ء میں صوبہ پنجاب میں بالعموم اور لاہور شہر میں شدت اختیار کر گئے۔ پہلے ڈائریکٹ ایکشن کی دھمکی دی گئی، پھر جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے ڈائریکٹ ایکشن کا آغاز کر دیا۔ احمدیوں کی قتل و غارت اور ان کے گھروں اور اموال کی لوٹ مار عروج پر پہنچ گئی۔ پولیس مظلوم احمدیوں کی مدد کو آنے کی بجائے بلوائیوں کا ساتھ دے رہی تھی۔ خاص طور پر لاہور میں مولوی حضرات تقریریں کر رہے تھے کہ یہ بدامنی، قتل و غارت اور لوٹ مار باعث ثواب ہے۔ ممتاز دولتانہ صاحب اس شورش کی بیساکھیوں کے سہارے اپنا سیاسی قد بڑھانا چاہتے تھے اور خواجہ ناظم الدین صاحب کی مرکزی حکومت کے خلاف اس شورش کا رخ پھیر کر وزیرِ اعظم بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن آخر میں صورتِ حال اُن کے بھی قابو سے باہر ہو گئی۔ فسادی دولتانہ صاحب کا نہیں اپنا ایجنڈ پورا کر رہے تھے۔ اس عدالتی فیصلہ کے صفحہ 43 پر یہ الزام لگایا ہے کہ ربوہ ریاست کے اندر نیم آزاد ریاست کی حیثیت رکھتا تھا۔ ریاست کے اندر ریاست تب بنتی ہے جب کسی مقام پر حکومتِ وقت کی عملداری ختم ہو کر جزوی یا کلی طور پر کسی اور گروہ کے ہاتھ میں چلی جائے۔ 1953ء کے حوالے سے ہی دیکھ لیں ساری عدالتی کارروائی پڑھ جائیں ربوہ کے اندر قانون شکنی کا ایک واقعہ نہیں ہوا، کوئی قتل و غارت نہیں ہوئی۔ اور فسادیوں کا مرکز لاہور میں مسجد وزیر خان تھی وہاں کیا کیفیت تھی؟ 4 مارچ کو جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے پولیس افسران کو اغوا کر کے لے جانے کا سلسلہ شروع کیا اور انہیں بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ اشتہار لگائے گئے کہ پولیس ہتھیار ڈال دے، ہم حکومت کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ اور 6 مارچ کو تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے مطابق یہ صورتِ حال تھی کہ لاہور شہر پر حکومت کی عملداری ختم ہو رہی تھی۔ اس رپورٹ میں لکھا ہے" حادثہ پر حادثہ رونما ہوتا گیا۔ پولیس اور احمدیوں پر حملے کئے گئے۔ اور حکومت یا احمدیوں کے اموال و جائیداد کو لوٹنے کا ہنگامہ جاری رہا۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے فسادات پنجاب 1953ء صفحہ 159 تا 161) یہ حقیقت ظاہر ہے کہ ریاست کے اندر ریاست جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے قائم کی تھی اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ دولتانہ صاحب نے وزیرِ اعظم کو فون کیا کہ فسادیوں کے مطالبات مان لیں ورنہ لاہور شہر تو ختم ہے۔ پاکستان کی مرکزی کابینہ نے حالات قابو کرنے کا فیصلہ کیا اور جنرل اعظم نے لاہور شہر میں مارشل لاء لگا دیا۔ اس سے قبل تو شورش برپا کرنے والے کہہ رہے تھے کہ وہ خون کے آخری قطرے تک جدو جہد کریں گے لیکن جب قانون نافذ کرنے والوں نے فساد کرنے والوں سے رورعایت بند کر دی تو لاہور میں جلد ہی ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ دوسرے انہیں یہ بھی نظر آ رہا تھا کہ اب عوام ان کی حمایت نہیں کر رہے۔ ایجی ٹیشن کرنے والوں نے مساجد سے نکل کر گرفتاریاں دینی شروع کر دیں اور 8 مارچ تک تو لاہور میں امن وسکون بحال ہو گیا۔

عبدالستار نیازی صاحب کی بزدلی

مسجد وزیر خان اس فساد کو برپا کرنے والوں کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اور ادھر عبدالستار نیازی صاحب اشتعال انگیز کارروائیوں میں پیش پیش تھے۔ جب انہیں یہ خطرہ دکھائی دیا کہ شاید انہیں گرفتار کر لیا جائے تو انہوں نے ایک استرے کی مدد حاصل کی۔ کسی پر حملہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اپنی داڑھی سے نجات حاصل کرنے کے لئے۔ اس طرح وہ بھیس بدل کر کے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئے مگر کچھ روز کے بعد انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اور سول اینڈ ملٹری گزٹ کی رگِ ظرافت پھڑکی تو ان کی دو تصویریں 'Before' اور 'After' کے عنوان کے ساتھ شائع کر دیں۔ ایک میں موصوف ایک ضخیم داڑھی کے ساتھ تھے اور دوسری میں داڑھی غائب تھی۔

(آفاق، 10 مارچ 1953ء صفحہ 1۔

The Civil &Military gazette,March 24,1953)

مودودی صاحب اور جماعتِ اسلامی کا انحراف کہ ہم تحریک میں شامل ہی نہیں تھے

اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب نے اپنے فیصلہ میں مودودی صاحب کو 1953ء کے ہیرو کے طور پر پیش کیا ہے لیکن ایک اہم بات کا ذکر انہوں نے نہیں کیا۔ اور وہ یہ کہ جب فسادات ختم ہو چکے تھے اور تحقیقاتی عدالت میں سب جماعتوں نے اپنے اپنے بیانات جمع کرائے تو جماعتِ اسلامی کی طرف سے بھی بیان جمع کرایا گیا۔ اس بیان میں مودودی صاحب کی جماعت نے جماعتِ احمدیہ، صوبائی اور مرکزی حکومت کے علاوہ ان فسادات کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کے مخالفین پر بھی عائد کی تھی۔ اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ جماعتِ اسلامی اس تحریک کو چلانے والوں کے طریقہ کار سے متفق نہیں تھی۔ اور جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے 17 جنوری 1953 کے بعد، ڈائرکٹ ایکشن کی دھمکی سے لے کر اس پر عملدرآمد تک جو بھی اقدامات اُٹھائے وہ utravires یعنی غیر قانونی تھے۔ خود ان کی مجلسِ عمل کے قوانین کے مطابق انہیں اس کا اختیار نہیں تھا۔ جماعتِ اسلامی تو ان اقدامات میں شامل نہیں تھی بلکہ مودودی صاحب نے اپنے کارکنان کو روک دیا تھا کہ وہ ان اقدامات میں شامل نہ ہوں۔ اور ان میں شامل ہونے کی پاداش میں بعض کارکنان کو جماعتِ اسلامی سے نکال بھی دیا گیا تھا۔ ان کا دعویٰ تو یہ تھا کہ ہم نے مجلسِ عمل کا اجلاس بلا کر ان اقدامات کو روکنے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرے مخالفین نے ہماری ایک نہ چلنے دی۔ جماعتِ اسلامی نے جو بیان تحقیقاتی عدالت میں پیش کیا اس میں جلی حروف میں underline کر کے یہ استدعا کی۔

"The Jammat-i-Islami as such was not a member of this new or any other direct action committee nor was any individual belonging to jammat allowed to enroll itself as a direct action worker. The Maulana made it quite obvious to everybody by his order and by his action by expelling two of his

members of the Jammat for alleged disobedience of his orders that the jammat did not believe in or support the direct action in any manner and had completely dissociated from all such activities."

ترجمہ: جماعت اسلامی بحیثیت جماعت اس نئی یا کسی اور ڈائریکٹ ایکشن کمیٹی کی ممبر نہیں تھی اور نہ اس کے کسی کارکن کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ ڈائریکٹ ایکشن کے کارکن کی حیثیت سے اپنا نام لکھوائے۔ مولانا نے اپنے حکم سے اور اپنے اس عمل سے کہ جن دو ممبران نے اس حکم کی نافرمانی کی تھی انہیں جماعت سے خارج کر دیا گیا تھا، یہ بالکل واضح کر دیا تھا کہ جماعت نہ تو کسی طرح کے ڈائریکٹ ایکشن پر یقین رکھتی ہے اور نہ اس کی حمایت کرتی ہے اور اس قسم کی سرگرمیوں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کرتی ہے۔

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ جب فروری کے آخر میں اس تحریک نے زور پکڑا یعنی یہ شورش اصل مراحل میں داخل ہوئی تو اُس وقت شورش چلانے والے ڈائریکٹ ایکشن پلان پر عمل کر رہے تھے اور جماعت اسلامی نے عدالت میں استدعا کی تھی کہ وہ تو اس کا حصہ نہیں تھے بلکہ خلاف تھے۔ لیکن مجلس احرار نے ان کے اس بیان کو غلط قرار دیا اور کہا کہ وہ ہر طرح اس کا حصہ تھے۔ اب جماعت اسلامی کی طرف سے عدالت میں دیئے جانے والے بیان کا جو اردو ترجمہ قادیانی مسئلہ اور اس کے مذہبی سیاسی اور معاشرتی پہلو کے نام سے شائع کیا جاتا ہے وہ جماعت اسلامی نے تحریف کر کے شائع کیا ہے اور اس شورش کا سہرا اپنے سر باندھنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں یہ حصے نکال دیئے گئے ہیں کہ انہوں نے شورش کے اصل حصہ کی مخالفت کی تھی۔ لیکن اصل انگریزی بیان محفوظ ہے۔ اور یہ حقیقت اس لئے بھی نہیں چھپ سکتی کہ تحقیقاتی عدالت کی اردو رپورٹ کے صفحہ 263 سے 272 میں یہ سب امور بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

کیا وزیراعظم کو مارشل لاء کے فیصلہ پر افسوس تھا؟

اس فیصلہ کے صفحہ 48 پر لکھا ہے:

The whole nation condemned it. The action was also resented by the Prime Minister.

یعنی پوری قوم نے اس ایکشن کی مذمت کی اور وزیراعظم اس پر ناراض تھے۔

یہ بات خلاف واقعہ ہے کیونکہ جب یہ سب واقعات ہو چکے تھے اور عدالت ان فسادات پر تحقیقات کر رہی تھی۔ تو خواجہ ناظم الدین صاحب سے 1953ء میں لاہور میں ہونے والے جنرل اعظم صاحب کے آرمی کے ایکشن کی بابت سوال کیا گیا۔ انہوں نے جواب دیا

I, however, accept responsibility for General Muhammad Azam's action because taking over by the military was, in my opinion the only opinion the situation could be saved.

ترجمہ: البتہ میں جنرل محمد اعظم کے ایکشن کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک اس وقت ملٹری کا نظم و نسق سنبھالنا وہ واحد راستہ تھا جس سے صورتِ حال بچائی جا سکتی تھی۔

(باقی آئندہ)........

بقیہ: بچوں کی نیک تربیت میں والدین کا کردار .... از صفحہ نمبر2

تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”بچوں کو معمولی اور حقیر سمجھ کر بے وجہ جھڑکنا نہیں چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو ان سے عزت کا سلوک کیا کرو لیکن عزت سے پیش آنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کچھ نہیں کہنا۔ جہاں عزت سے پیش آؤ کا ارشاد ہے وہاں اچھی تربیت کا ارشاد بھی ساتھ ہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات میں سختی نہ کرو لیکن غلط کام پر بچوں کو سمجھاؤ بھی کیونکہ یہ تربیت کا حصہ ہے... ٹھیک ہے ایسی باتوں پر مار دھاڑ کرنے کی ضرورت نہیں لیکن چہرہ پر ذرا سنجیدگی سی پیدا کر لینی چاہیے تا کہ بچے کو یہ احساس ہو کہ میں نے غلط کام کیا ہے پھر دین کے معاملہ میں بچپن سے ہی بچے کے دل میں اس کی اہمیت اور پیار اور عزت پیدا کریں۔ بعض دفعہ بچے ضد میں آکر بڑی ناگوار بات کر جاتے ہیں۔ جہاں بہرحال بچے کو سمجھانے کے لیے ماں باپ کو سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔“ (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 29 اگست 2003ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز والدین کو اپنی اولاد کی نیک تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”... اس کے علاوہ ایک اور اہم بات اور یہ بھی میرے نزدیک انتہائی اہم باتوں میں سے ایک ہے بلکہ سب سے اہم بات ہے کہ بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں۔ اس کی عادت بھی بچوں کو ڈالنی چاہیے اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے۔ اگر خود وہ نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازی بنیں گے۔ نہیں تو صرف ان کی کھوکھلی نصیحتوں کا بچوں پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔“

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 20)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اولاد کی نیک تربیت کے حوالے سے ایک نہایت اہم امر کی طرف احباب کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”بچپن میں کردار بنائے جاتے ہیں۔ دراصل اگر تاخیر ہو جائے تو بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ محاورہ ہے کہ گرم لوہا ہو تو اس کو موڑ لینا چاہیے۔ لیکن یہ بچپن کا لوہا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک لمبے عرصہ تک نرم ہی رکھتا ہے اور اس نرمی کی حالت میں اس پر جو نقوش آپ قائم کر دیتے ہیں وہ دائمی ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے وقت ہے تربیت کا اور تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لے لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔“

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 23، 24)

نیز فرمایا:

”پھر ایک عام بات ہے جس کی طرف والدین کو توجہ دینی ہوگی۔ وہ ہے اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں۔ انہیں متقی بنائیں۔ اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک والدین خود متقی نہ ہوں یا متقی بننے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ جب تک عمل نہیں کریں گے منہ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر بچہ دیکھ رہا ہے کہ میرے ماں باپ اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، اپنے بھائیوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر میاں بیوی میں، ماں باپ میں ناچاقی اور جھگڑے شروع ہو رہے ہیں۔ تو پھر بچوں کی تربیت اور ان میں تقویٰ پیدا کرنا بہت مشکل ہو جائے گا اس لئے بچوں کی تربیت کی خاطر ہمیں بھی اپنی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔“ (مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 26)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”میں نے پہلے ذکر کیا ہے بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کی نافرمانیوں کا ذکر کرتے ہیں اپنے خطوط میں۔ اس ضمن میں والدین کا جہاں فرض ہے اور سب سے بڑا فرض ہے کہ بچوں کی پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں... لیکن اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہیے کہ ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو ان کے بچے ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہو جائیں کیونکہ آج اگر یہ نہ سمجھے اور اس امر کو نہ روکا تو پھر یہ شیطانی سلسلہ کہیں جا کر رکے گا نہیں اور کل کو یہی سلوک ان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور احمدیت کی اگلی نسل پہلے سے بڑھ کر دین پر قائم ہونے والی اور حقوق ادا کرنے والی نسل ہو۔“ (مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 36، 37)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے خطاب فرمودہ 19 اکتوبر 2003ء میں فرمایا کہ: ”کل مجھے امیر صاحب کہنے لگے کہ یہاں بچوں کی تربیت کے بڑے مسائل ہیں بچے اسکول میں جاتے ہیں اور وہاں یہ سکھایا جاتا ہے کہ سوال کرو۔ اور جب ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کام کرو اور اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے تو سوال کرتے ہیں کہ پہلے ہمیں سمجھاؤ کہ کیوں؟ تو میں نے انہیں یہی کہا تھا کہ بچوں کی تربیت کے مسائل نہیں ہیں یہ اچھی بات ہے انہیں سوال کرنے چاہئیں یہ ماں اور باپ کی تربیت کے مسائل ہیں بچے سوال کرتے ہیں تو ماں باپ ان کے سوالوں کے جوابات دیں۔ اس بارہ میں میں پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں جلسہ پر کہ بچوں سے دوستی کا ماحول پیدا کریں۔ ان کو احساس ہو کہ ہمارے ماں باپ ہمارے ہمدرد بھی ہیں ہمارے دوست بھی ہیں۔ اور جب آپ اپنے آپ میں اپنے خود میں دین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوگا تو آپ ایک مضبوط ایمان والے ہوں گے، اپنے بچوں کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں گے، نظام کا احترام سکھانے والے ہوں گے۔ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ بچے آپ کا کہا ماننے والے نہ ہوں جو سوال و جواب ہوگا اس سے بہرحال ان کی تسلی ہوگی۔ انکی Satisfaction ہوگی۔

(بحوالہ مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 76)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 20 اپریل 2004ء میں بچوں کی نیک تربیت کے بارہ میں فرمایا:

”جیسا کہ میں نے کہا صرف خود ہی نیک اور عبادت گزار نہیں بننا بلکہ اپنی اولادوں میں بھی یہ نیکی پیدا کرنی ہے۔ صحیح عبادت کرنے والا وہی ہے جو اپنی اولاد میں بھی یہی نیکی قائم رکھتا ہے۔

ایک روایت ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ صدقہ جاریہ کر جائے، یا ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، تیسرے نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرتا رہے۔ (صحیح مسلم)

پس نیک لڑکا جو دعائیں کرنے والا ہوگا، وہ بھی اس کے لئے ایک طرح کا صدقہ جاریہ ہی ہے۔ ہر احمدی کو اپنی اولاد کی تربیت کی طرف بہت توجہ دینی چاہیے۔

پھر ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا اس کے لئے صدقہ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ خوراک وہ ہے جو تم خود کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری عمدہ کمائی میں شامل ہے۔ (ترمذی ابواب الاحکام باب ان الوالد یاخذ من مال ولدہ)

اولاد کی عمدہ کمائی سے مراد یہ ہے کہ ایسے رنگ میں تربیت کرو کہ وہ نیک ہوں عبادت گزار ہوں۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آیا کہ وہ تمہارے لئے دعائیں کرنے والے ہوں۔ تربیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ ان کی تعلیم کا خیال رکھا جائے۔ بچوں کی تعلیم کا خیال رکھنا بھی تمہارے فرائض میں داخل ہے۔“

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 144، 145)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور دیگر پروگراموں کو دکھانا اور سنوانا بچوں کی نیک تربیت کا نہایت اہم ذریعہ ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دار و مدار خلافت سے وابستگی میں پنہاں ہے۔“

نیز فرمایا:

”جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔“ (الفضل 30 مئی 2003ء)

آخر پر خاکسار بچوں کی نیک تربیت کے لئے سب سے اہم اور یقینی ذریعہ کا ذکر کرے گا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آپ سب لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام مہدی کو پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ بیعت کے نتیجہ میں آپ کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہیں۔

پہلی نصیحت میں آپ کو یہ کرتا ہوں کہ پنج وقتہ نماز کا اہتمام کریں۔ مرد مساجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کریں۔ جو بچے دس سال سے زائد عمر کے ہیں وہ بھی مساجد میں آکر باجماعت نماز ادا کریں۔ اور والدین نے اگر اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہ کی اور نمازوں کا عادی نہ بنایا تو آخرت میں وہ جوابدہ ہوں گے۔“

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 142)

فرمایا:

”ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو نمازیں پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ صرف فرض پورا کرنے کے لیے عادت نہ ڈالیں بلکہ ان کے دِل میں اللہ تعالیٰ کی محبت راسخ کر دیں تا کہ وہ یہ سمجھ کر نماز پڑھنے والے ہوں کہ یہ ہمارے فائدے کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی ہماری دنیا اور آخرت کی بقا ہے اور یہ اُس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک آپ والدین خود بھی اللہ تعالیٰ سے خالص تعلق نہ جوڑیں۔“

(بحوالہ مشعلِ راہ جلد پنجم حصہ چہارم صفحہ 14)

نیز فرمایا:

”خلافت کے انعام سے فائدہ اٹھانے کے لیے قیام نماز سب سے پہلی شرط ہے۔ پس میں جو یہ اس قدر زور دے رہا ہوں کہ ہر احمدی، مرد، بچہ، عورت اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تو اس لیے کہ انعام جو آپ کو ملا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ آپ فائدہ اٹھا سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کا یہ سلسلہ تو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ لیکن اس سے فائدہ وہی حاصل کریں گے جو خدا تعالیٰ سے اپنی عبادتوں کی وجہ سے زندہ تعلق جوڑیں گے۔“

(بحوالہ مشعلِ راہ جلد پنجم حصہ پنجم صفحہ 145، 146)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولادوں میں پیدا کریں۔ اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ ابھی سے دعاؤں کے عادی بن جائیں اور ان کے دلوں میں اسلام احمدیت اور خلافت کی محبت پیدا ہو جائے۔“ (مشعلِ راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 122)

خاکسار اپنی گزارشات کا اختتام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی درج ذیل دُعاؤں کے ساتھ کرتا ہے:

”اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں تقویٰ پر قائم کرے، ہم اپنی نسلوں کی بھی اس طرح تربیت کریں کہ وہ بھی تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والی ہوں۔ اور کبھی ہم یا ہماری نسلیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے دور جانے والی نہ ہوں۔ ہم سب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پر عمل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے ہوں۔ اس کا فضل مانگنے والے ہوں۔ جس مقصد کے لئے یہاں ہم اس جلسے میں اکٹھے ہوئے ہیں اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں۔ سفروں میں اللہ تعالیٰ ہمیں خاص طور پر دعاؤں میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور روحانیت اور تقویٰ میں ترقی عطا فرمائے اور جب ہم اپنے گھروں میں پہنچیں تو ہم اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کر رہے ہوں تا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔“

(مشعلِ راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 139)

☆...☆...☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 09/ اگست 2018ء بروز جمعرات نماز ظہر و عصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم مولانا بشیر الدین احمد صاحب (شالامار ٹاؤن لاہور۔ حال ساؤتھ آل۔ یُوکے) اور مکرم ڈاکٹر محمود ظفر صاحب (ووسٹر پارک۔ یُوکے) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

1۔ مکرم مولانا بشیر الدین احمد صاحب (شالامار ٹاؤن لاہور۔ حال ساؤتھ آل۔ یُوکے)

2/ اگست 2018ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ دو سال قبل سٹروک ہوا تھا جس کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ دو ہفتے قبل دوبارہ سٹروک ہوا جس سے جانبر نہ ہو سکے اور وفات پا گئے۔ لاہور میں 40 سال تک مربی سلسلہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ایک نڈر، سادہ لوح، ہر دلعزیز اور خلافت کے شیدائی واقف زندگی تھے۔ تبلیغ اور تربیت کے میدان میں نمایاں کام کرنے کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم پیام شاہجہان پوری صاحب کے بھائی تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نصیر الدین احمد صاحب (مربی سلسلہ) لاہور میں اور داماد مکرم آغا یحییٰ خان صاحب سویڈن میں بطور مبلغ انچارج خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2۔ مکرم ڈاکٹر محمود ظفر صاحب (ووسٹر پارک۔ یُوکے)

6/ اگست 2018ء کو لمبی علالت کے بعد 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ کنگ ایڈورڈ کالج لاہور سے MBBS کی ڈگری حاصل کر کے اپنے والد کے پاس ٹبورا (افریقہ) چلے گئے اور وہاں سیٹل ہو گئے۔ 1992ء میں یوکے شفٹ ہو گئے۔ کلیپھم جماعت میں بارہ سال صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ یوکے آ کر اپنی پریکٹس کے دوران احباب جماعت خصوصاً اردو بولنے والوں کی بہت مدد کی۔ تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ بہت نیک دعا گو، صوم وصلوٰۃ کے پابند، مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرم شیخ عبد المالک صاحب ابن مکرم شیخ عبد الخالق صاحب (مارٹن روڈ۔ کراچی)

8/ جون 2018ء کو 73 سال کی عمر میں ربوہ میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ بہت مہمان نواز، سادہ مزاج، غریب پرور، خلافت کے شیدائی ایک نیک اور باوفا انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ اس کی تلقین کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم سعید احمد صاحب مبلغ سلسلہ کانگو برازاویل کے سسر تھے۔

2۔ مکرم شیخ غلام مہدی محمود صاحب (بھدرک اڈیشہ۔ انڈیا)

28/ جون 2018ء کو 96 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد فرقہ اہل حدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ خود بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے اور شدید مخالفت کے باوجود اپنے ایمان پر صبر و حوصلہ سے قائم رہے۔ تجارت پیشہ تھے لیکن دین کی طرف بھی کافی رجحان تھا۔ پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کے پابند تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں بڑے خلوص کے ساتھ ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ جماعت بھدرک میں قائد مجلس، زعیم انصار اللہ اور صدر جماعت کے علاوہ علاقائی ناظم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے والہانہ عقیدت کا تعلق تھا اور بچوں کو بھی خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں دو بیویوں سے گیارہ بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

3۔ مکرم ڈاکٹر ریاض احمد صاحب (کنجروڑ ضلع نارووال)

یکم جولائی 2018ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، غریب پرور بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ اپنی جماعت میں زعیم انصار اللہ اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ 1999ء سے ہر سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کرتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبد الناصر منصور صاحب اصلاح وارشاد مرکزیہ میں خدمت بجالا رہے ہیں جبکہ ایک نواسہ مکرم عاطر احمد خان صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیر تعلیم ہے۔

4۔ مکرمہ نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم غلام عباس صاحب

16/ جولائی 2018ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ بڑی صابرہ وشاکرہ نیک خاتون تھیں۔ خاندان میں احمدیت آپ کے دادا محترم چوہدری فتح محمد صاحب سندھو (گولیکی) کے ذریعہ آئی جنہوں نے قادیان جا کر بیعت کی اور ابتدائی موصیان میں شامل ہوئے۔ اپنے تمام چندہ جات بڑی باقاعدگی کے ساتھ دیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم شہزاد احمد صاحب ساہی مبلغ سلسلہ بندوکو (آئیوری کوسٹ) کی والدہ تھیں۔

5۔ مکرم ملک نصیر احمد صاحب (سابق جنرل سیکرٹری۔ ہالینڈ)

18/ جولائی 2018ء کو برین ہیمبرج سے وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق ساہیوال سے تھا۔ آپ حضرت ملک نبی بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے اور مکرم ملک حبیب الرحمٰن صاحب (سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول ربوہ) کے پوتے تھے۔ 1974ء میں ربوہ ریلوے سٹیشن کے واقعہ کے بعد اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت ملی۔ ربوہ میں حبیب بنک کے مینجر رہے۔ 1993ء میں ہالینڈ شفٹ ہو گئے جہاں کچھ عرصہ جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

بَیعت کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہئے کہ یہ سلسلہ حق ہے...صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اچھے عمل نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو۔ متقی بنو۔ ہر ایک بدی سے بچو۔...زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 274۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

Morden Motor (UK)

Specialists in Electrical & Mechanical Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C

All Makes & Models

Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF

Contact: Nusrat Rai@ 07809119621

E: mordenmotor@yahoo.com

MOT

CLASS IV: £48

CLASS VII: £56

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر 20

خلاصہ گزشتہ رپورٹ میں شائع ہو چکا ہے۔ جبکہ خطبہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ 17/اگست 2018ء میں ملاحظہ ہو۔)

ایک بجکر 48 منٹ پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ جمعہ وعصر پڑھائیں۔ اس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔

....

پرچم کشائی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 3/اگست 2018ء کو 4 بجکر 38 منٹ پر تقریب پرچم کشائی کے لئے تشریف لائے۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے کرۂ ارض کے طول وعرض سے جمع ہونے والے عشّاقِ خلافت کے ولولہ انگیز نعروں کی گونج میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لوائے احمدیت لہرایا۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یُوکے نے برطانیہ کا جھنڈا لہرایا۔ بعد ازاں حضورِ انور نے دعا کروائی۔

جلسہ گاہ میں تقریباً ان تمام ہی ممالک کے جھنڈے لگائے گئے تھے جن میں اب تک احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال ایسے ممالک کی تعداد 212 ہوگئی ہے۔ الحمدللہ

....

افتتاحی اجلاس

پرچم کشائی کی تقریب کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ پنڈال میں موجود عشاقانِ خلافتِ احمدیہ نے کھڑے ہو کر فلک شگاف اسلامی نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ حضور انور نے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد احباب کو 'السلام علیکم' کی دعا دیتے ہوئے بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ انتہائی جوش اور جذبہ کے ساتھ نعرے بلند کرنے والا یہ جمِّ غفیر اپنے آقا کے ارشاد پر چند ہی لمحوں میں مکمل خاموشی اختیار کر گیا۔

جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔ حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تلاوتِ قرآنِ کریم کے لئے مکرم فیروز عالم صاحب مبلغ سلسلہ (انچارج بنگلہ ڈیسک لندن) کو بلایا جنہوں نے منبر پر تشریف لا کر سورۃ البقرۃ کی آیات 285 تا 287 کی تلاوت کی اور اس کا اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کے بعد مکرم سیّد عاشق حسین صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فارسی منظوم کلام سے بعض اشعار پڑھ کر سنائے اور ان کا ترجمہ بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اردو منظوم کلام سے محترم عصمت اللہ صاحب آف جاپان نے بعض منتخب اشعار پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا افتتاحی خطاب

تلاوتِ قرآن کریم، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فارسی اور پھر اردو منظوم کلام کے پڑھے جانے کے بعد امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منبر پر تشریف لائے اور تشہّد وتعوّذ وتسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں محو حضرت امیر المومنین ایّدہ اللہ نے سورۃ الفاتحہ کی آیت 'الحمد للہ ربِّ العالمین' کو دوہرا کر پڑھا اور پھر سورۃ النّمل کی آیت 63 کی تلاوت فرمائی: أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (النّمل 63:)

اس آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ یا پھر وہ کون ہے جو بیقرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

حضورِ انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات کے حوالہ سے دعا کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ دعا سے آخری فتح ہوگی۔

آپ نے فرمایا ہمارا تو سارا دارومدار دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو دعا کی تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ بھی انتظار میں ہے کہ مومن دعا کرے۔ پھر آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ یہ زمانہ اس قسم کا آ گیا ہے کہ انصاف اور دیانت سے کام نہیں لیا جاتا اور بہت تھوڑے لوگ ہیں جن کے واسطے دلائل مفید ہو سکتے ہیں ورنہ دلائل کی پرواہ ہی نہیں کی جاتی۔ فرمایا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ دعا سے آخری فتح ہو گی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ دنیا دار دشمن ہمیں تکالیف پہنچاتا ہے۔ لیکن سب بھروسہ اور سب توکّل اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ اور جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس کے لئے ہمیں 'مضطر' بن کر دعائیں کرنا ہوں گی۔ 'مضطر' کے مطلب کو مزید کھول کر بیان کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ مضطر وہ ہے جو اپنے چاروں طرف مشکلات ہی مشکلات دیکھتا ہے اور کوئی دنیاوی اور مادی راستہ اسے ان مشکلات سے نکلنے کا نظر نہیں آتا اور ایسے میں صرف اسے ایک راستہ دکھائی دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ ہے۔ اسے یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جانے سے ہی مجھے پناہ ملے گی اور کوئی ذریعہ پناہ کا باقی نہیں رہا۔ گویا مضطر وہ ہے جس کے سب سامان کٹ جائیں سب وسیلے ختم ہو جائیں اور کوئی وسیلہ نہ رہے اس یقین سے اور اس بیقراری سے انسان دعائیں کرے پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنی بات پوری فرماتا ہے کہ وہ تکالیف اور مشکلات دور کر دیتا ہے۔

حضورِ انور نے اس لفظ کی مزید تشریح نبی اکرم ﷺ کی ایک دعا کے ذریعہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس حالت کی دعا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ۔ اس دعا کا تشریحی ترجمہ حضرت مصلح موعود نے اس طرح کیا ہے، بڑا خوبصورت ترجمہ ہے، کہ اے خدا تیرے عذاب اور تیری طرف سے آنے والے ابتلاؤں سے کوئی پناہ کی جگہ نہیں سوائے اس کے کہ میں سب طرف سے مایوس ہو کر اور آنکھیں بند کر کے تیری طرف آ جاؤں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ والی جو حالت ہے یہی اضطرار کی کیفیت ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ کہا ہے کہ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ایسے شخص کی دعا جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ملجا اور ماویٰ نہیں سمجھتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا مَنْجَأ قرار نہیں دیتا، اس کو کسی اور ذریعہ سے نجات نہیں مل سکتی تو پھر وہ دعا ضرور سنی جاتی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ: پس صرف رونے گڑگڑانے کا نام اضطرار نہیں اور نہ صرف رونا دعا کی قبولیت کی شرط ہے بلکہ پورا توکل اور آسرا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہونا اور اس کے لئے اضطراری کیفیت قبولیت کی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رأفت اور رحمت کو جوش میں لانا ضروری ہے۔

حدیث نبوی ﷺ کا حوالہ دیتے ہوئے حضورِ انور نے دعا کے مضمون کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا:

حدیث میں جو آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میری طرف ایک قدم بڑھتا ہے مَیں اس کی طرف دو قدم بڑھتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں تو اس کے لئے وہ کیفیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور مستقل دعاؤں کی ضرورت ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت ورأفت کو جوش میں لایا جائے اور وہ ہماری طرف دوڑ کر آئے۔ اگر ہماری یہ حالت ہو جائے گی تو نہ سیاستدان ہمارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں، نہ نام نہاد علماء، نہ سرکاری افسران جو پاکستان میں خاص طور پر اور بعض دوسرے ملکوں میں بھی بعض جگہ ہم پر زمین تنگ کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

حضورِ انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے قبولیتِ دعا کے مضمون کے اسرار سے پردہ اٹھایا کہ اللہ تعالیٰ کے قبولیت دعا کے بارے میں ارشاد کی حقیقت یہ ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے قرب کے تلاش کی ضرورت ہے، ہمیں ایمان وایقان میں ترقی کرنے کی ضرورت ہے، ہمیں اپنے آپ کو مضطر بنانے کی ضرورت ہے اور جتنی جلدی من حیث الجماعت ہم اپنی یہ حالت بنائیں گے اتنی جلدی ہی دشمن کو ختم ہوتے اور ہوائیں اڑتے دیکھیں گے۔

حضور انور نے جلسہ کے ایّام میں دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

بعض دن اور ماحول بعض چیزوں کے لئے سازگار ہوتے ہیں۔ آجکل جلسہ کے یہ دن بھی ہمیں اس طرف توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں اور عملی طور پر بھی ہمیں اپنی حالتوں میں یہ کیفیت پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں۔ ان دنوں میں خاص طور پر ہر بڑا چھوٹا مرد عورت دعاؤں کی طرف توجہ دیں، اپنا وقت فضول باتوں میں ضائع کرنے کے بجائے دعاؤں میں گزاریں۔ نمازوں اور نوافل کے علاوہ چلتے پھرتے ذکر الٰہی کی طرف توجہ دیں، قرآنی دعاؤں کی طرف توجہ دیں، مسنون دعاؤں اور حضرت مسیح

منظوم فارسی کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(ذیل کے اشعار اور ان کا اردو ترجمہ جلسہ سالانہ یوکے 2018ء کے موقع پر افتتاحی اجلاس میں پڑھے گئے)

حمد وشکرِ آں خدائے کردگار
کز وجودش ہر وجودے آشکار

حمد وشکر اُس کردگار کی کہ اس کے وجود سے ہر چیز کا وجود ظاہر ہوا۔

نورِ مہر ومہ ز فیضِ نورِ اوست
ہر ظہورے تابعِ منشورِ اوست

چاند اور سورج کی روشنی اُسی کے نُور کا فیضان ہے۔ ہر چیز کا ظہور اسی کے شاہی فرمان سے ہوا ہے۔

ہم بقرآں بیں جمالِ آں قدیر
قول وفعلِ حق زلالِ یک غدیر

تُو قرآن سے بھی اس قادر خدا کا حسن دیکھ۔ خدا کا قول اور فعل ایک ہی تالاب کے مصفّا پانی ہیں۔

ہست قرآن در رہِ دیں رہنما
در ہمہ حاجاتِ دیں حاجت روا

قرآن دین کے راستہ کا رہنما ہے اور مذہب کی سب ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔

آں گروہِ حق کہ از خود فانی اند
آب نوش از چشمۂ فرقانی اند

وہ اہل حق جو فانی ہیں۔ سب فرقانی چشمے سے پانی پینے والے ہیں۔

سیّدِ شاں آنکہ نامش مصطفیٰ است
رہبرِ ہر زمرۂ صدق وصفا است

ان کا سردار وہ ہے جس کا نام مصطفی ہے۔ تمام اہل صدق و صفا کا وہی رہنما ہے۔

ہر کمالِ رہبری بروے تمام
پاک روئے وپاک رویاں را امام

رہبری کے تمام کمالات اس پر ختم ہیں۔ خود بھی مقدّس ہے اور سب مقدّسوں کا امام ہے۔

اے خدا! اے چارۂ آزارِ ما
کن شفاعت ہائے او در کارِ ما

اے خدا! ہمارے دکھوں کی دوا! ہمارے معاملہ میں اس کی شفاعت ہمیں نصیب کر۔

منتخب اشعار از کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(درج ذیل اشعار جلسہ سالانہ یوکے 2018ء کے موقع پر افتتاحی اجلاس میں پڑھے گئے)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اِک نظر ہے بدرُالدُّجیٰ یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یار لامکانی ، وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہ نما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مُرسَلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ عِلموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
اے میرے ربّ رحماں تیرے ہی ہیں یہ احساں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے
اے میرے یارِ جانی ! خود کر تُو مہربانی
ورنہ بَلائے دُنیا اِک اژدہا یہی ہے
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے“

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا ورد کرتے رہیں۔ ایک اضطراب اور اضطرار کی کیفیت اپنے اندر پیدا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جلد سے جلد اور پہلے سے بڑھ کر اترتا دیکھیں۔ دشمن کو تو اپنی طاقت اور اپنی اکثریت اور اپنی حکومت پر گھمنڈ ہے لیکن ہم ان حالات میں خالص ہو کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا ملجا و ماویٰ بنائیں۔

حضورِ انور ایّدہ اللہ نے خاص طور پر ان دنوں میں نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ درود شریف بھی ان دنوں میں بہت پڑھیں۔ بڑے صدمے کی یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے جارہے ہیں اور استہزاء کیا جارہا ہے اور حرکتیں کی جارہی ہیں ایسی۔ اللہ تعالیٰ ان مخالفین کے شر ان پر الٹائے۔ اس کے لئے درود شریف بھی بہت زیادہ پڑھیں۔

حضورِ انور نے اس کے بعد بعض دعاؤں کے معانی کو سمجھاتے ہوئے ان کے ورد کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت میں بعض دعائیں ان کی مختصر وضاحت کے ساتھ آپ کے سامنے رکھوں گا تا کہ ان کا کچھ ادراک بھی ہو۔ صرف منہ ہی سے نہ پڑھ رہے ہوں بلکہ ان کو پڑھتے ہوئے اضطرار اور اضطراب بھی پیدا ہو۔ اس لئے ان دعاؤں کے مطالب اور معانی بھی سامنے ہونے چاہئیں۔

بعد ازاں حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت کو درج ذیل دعائیں عام ایّام میں عمومًا اور جلسہ کے ان تین ایّام میں خصوصًا پڑھنے کی تحریک فرمائی:

درود شریف:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ (اٰلِ عمران:9) ”اے ہمارے ربّ! تُو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحم (کے سامان) عطا کر۔ یقینًا تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔“

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (اٰلِ عمران:148) ”اے ہمارے ربّ! ہمارے قصور (یعنی کوتاہیاں) اور ہمارے اعمال میں ہماری زیادتیاں ہمیں معاف کر اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر اور کافر لوگوں کے خلاف ہماری مدد کر۔“

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الاعراف:24) ”اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تُو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (البقرۃ:202) ”اے ہمارے ربّ! ہمیں (اس) دنیا (کی زندگی) میں (بھی) کامیابی دے اور آخرت میں (بھی) کامیابی (دے) اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

دشمن کے شر سے بچنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی ایک دعا: اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب تفریع ابواب الوتر باب مایقول الرجل اذا خاف قوما) ”اے اللہ ہم تجھے ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔“

دشمن کے شر سے بچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا: رَبِّ کُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ۔ (تذکرہ زیر 6/دسمبر 1902ء) اے میرے رب! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

حضورِ انور ایّدہ اللہ نے اس کے بعد دعا کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزید ارشادات بیان فرمائے اور اپنے خطاب کا اختتام اس دعا پر فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کو ان کا حق ادا کرتے ہوئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں لے لے، ہمیں دین پر قائم رکھے، ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرے اور جماعت کی ترقیات کے نظارے ہمیں پہلے سے بڑھ کر دکھاتا چلا جائے۔ دشمن کی ہر منصوبے کو خاک میں ملا دے۔

بعد ازاں حضورِ انور نے دعا کروائی۔

(اس خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے کسی آئندہ شمارہ میں شائع کیا جائے گا۔)

اس کے ساتھ جلسہ کی پہلے دن کی باقاعدہ کارروائی اختتام کو پہنچی۔

....

خطاب کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے جہاں مختلف ممالک سے تشریف لانے والے وفود نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔

....

دیگر متفرق تقاریب

ایّام جلسہ کے دوران جلسہ کی کارروائی کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات کی روشنی میں دیگر ممالک سے تشریف لانے والے مہمانوں، غیر از جماعت اور غیر مسلم دوستوں کے اعزاز میں مختلف تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

PAAMA کا خصوصی اجلاس

حضور انور کی اجازت سے Pan-African

Ahmadiyya Muslim Association (PAAMA) نے جلسہ سالانہ کے پہلے روز 3/ اگست 2018ء کو مردانہ پنڈال میں اپنے ایک پروگرام کا انعقاد کیا۔ یہ پروگرام مکرم Tommy Kallon صاحب صدر PAAMA کی صدارت میں ہوا۔

اس پروگرام میں جلسہ پر تشریف لانے والے پین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن سے تعلق رکھنے والے نمائندگان نے شمولیت اختیار کی جن میں افریقہ کے تمام ممالک سے تشریف لانے والے ممبران، امریکہ، کیریبین ممالک، شمالی امریکہ اور یوکے میں موجود اس تنظیم کے ممبران و دیگر شامل تھے۔

محترم Tommy Kallon صاحب نے اس تنظیم کا مختصر تعارف کروایا جس میں اس کی تاریخ، مقاصد اس کا انتظامی ڈھانچہ اور گزشتہ سالوں کی کارگزاری شامل تھی۔

اس کے بعد مکرم بابا ایف تراولے (Baba F Trawally) صاحب امیر جماعت احمدیہ دی گیمبیا نے ایک تقریر بعنوان ''اسلام احمدیت کا پیغام افریقہ میں پھیلانا ہر افریقی احمدی کی ذمہ داری ہے'' بزبان انگریزی کی۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ اس تقریب کا باقاعدہ اختتام ہوا۔

تقریب میں چھ سو کے قریب مرد وزن شامل ہوئے۔

PAAMA کا ایک اور اجلاس مورخہ 12/ اگست 2018ء کو مسجد فضل کے قریب واقع گیسٹ ہاؤس نمبر 41 کے عقب میں لگی مارکی میں ہوا۔ اس تقریب کی صدارت محترم امیر صاحب یوکے نے کی۔ تقریب کے شرکاء میں برِّ اعظم افریقہ سے تعلق رکھنے والے تمام ممالک نیز کیریبین ممالک کے امراء و مبلّغین انچارج نیز دیگر تمام ممالک سے ممبران PAAMA نے شرکت کی۔ تقریب کے دو اجلاسات ہوئے۔ پہلا اجلاس نمازِ ظہر سے قبل ہوا جس میں 16 امراء و مبلّغین انچارج نے اپنے اپنے ملک میں ہونے والی جماعتی کاوشوں کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب یوکے نے مختصر خطاب کیا۔ اور پھر محترم صدر صاحب PAAMA نے اظہارِ تشکّر کیا۔ اور پھر نمازِ ظہر و عصر کا وقفہ ہوا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد تقریب کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رونق افروز ہوئے۔

اس تقریب میں محترم Tommy صاحب نے مختصر رپورٹ پیش کی۔ اور حضورِ انور نے ازراہِ شفقت 3/ عبدالوہاب آدم ایوارڈ اور 3/ عبدالرحیم نیّر ایوارڈ عطا فرمائے۔ نیز 3/ عدد حسنِ کارکردگی کے سرٹیفیکیٹ سالِ گزشتہ کے دوران شروع ہونے والی شاخوں پاما بیلجیم، پاما فرانس اور پاما کینیڈا کو عطا فرمائے۔ اس تقریب میں شامل تمام مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ بھی پیش کیا گیا۔

'عبدالوہاب آدم ایوارڈ' افریقی مبلغینِ سلسلہ کو افریقہ میں گرانقدر خدمات کے اعتراف میں جبکہ 'عبدالرحیم نیّر ایوارڈ' غیر افریقی مبلّغین کو افریقہ میں عمدہ خدمات کے اعتراف میں دیا جاتا ہے۔ ان ایوارڈز کے لئے اسماء محترم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب تجویز کرتے ہیں جبکہ فیصلہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ دونوں ایوارڈ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستخط شدہ سرٹیفیکیٹ اور حضورِ انور کے دستخط شدہ قرآنِ کریم کی کاپی پر مشتمل ہوتے ہیں۔

امسال ''عبدالوہاب ایوارڈ'' کے مستحق قرار پانے والے مبلّغین میں مولانا یوسف علی کائرے صاحب (آف یوگنڈا) (Maulana Yusuf Ali Kaire) [آپ گزشتہ تیس سال سے بطور مبلغ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس وقت جامعۃ المبشّرین یوگنڈا کے پرنسپل ہیں]، مولانا عبدالحکیم باؤتنگ صاحب (Maulana Abdul Hakeem Boateng) [آنمحترم گزشتہ 32 سال سے بطور مبلّغ افریقہ کے مختلف علاقوں اور طوالو ریجن میں خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں] اور مولانا یوسف بن صالح صاحب (Maulana Yousuf bin Saleh) [آنمحترم بھی گزشتہ 32 سال سے بطور مبلّغ افریقہ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آنمحترم نے بطور پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا بھی خدمات سرانجام دیں] شامل ہیں۔

امسال ''عبدالرحیم نیّر ایوارڈ'' کے حق دار قرار پانے والے مبلغین میں مولانا حفیظ احمد شاہد صاحب [آنمحترم نے بطور مبلغ اپنی 43 سالہ خدمات میں سے 12 سال گیمبیا میں خدمات سرانجام دیں]، مولانا صدیق احمد منوّر صاحب [آنمحترم نے اپنی 47 سال سے زائد سروس میں سے 20 سال افریقہ اور کیریبین ممالک میں خدمات سرانجام دیں]، چوہدری لطیف احمد جھمٹ صاحب [آنمحترم نے 26 سال سیرالیون میں بطور واقفِ زندگی خدمات سرانجام دیں] شامل ہیں۔

اس تقریب کا اختتام حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا سے فرمایا۔

....

تبلیغ مارکی

حدیقۃ المہدی میں جلسہ سالانہ کی مین مارکی سے ہٹ کر جلسہ گاہ کے ایک حصہ میں تبلیغ مارکی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس کے اندر اردو اور انگریزی بولنے والے دوستوں کے لئے الگ اور عربی دان دوستوں کے لئے الگ خیمہ جات لگائے گئے تھے۔ جلسہ کے دوران یہاں پر جماعتِ احمدیہ کا تعارف حاصل کرنے کے لئے جو بھی مہمان تشریف لاتے انہیں table talk کی صورت میں جماعتِ احمدیہ مسلمہ کا تعارف کروایا جاتا اور ان کے سوالات کے جوابات پیش کیے جاتے۔ ان خیمہ جات میں جلسہ کے دوران حضورِ انور کی منظوری اور اجازت سے الگ الگ باقاعدہ تقاریب منعقد ہوئیں۔

مہمانوں کو جلسہ گاہ کے مختلف حصوں کا تعارفی دورہ بھی کروایا جاتا رہا جس میں ہیومینٹی فرسٹ، ریویو آف ریلیجنز، مخزنِ تصاویر، AARC، الحکم، مین مارکی، بازار اور بُک اسٹال وغیرہ شامل ہیں۔ مہمان ہر جگہ نظم و ضبط اور دسیوں اقوام سے تعلق رکھنے والے احمدیوں کے باہمی مثالی بھائی چارہ کو دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ الحمدللہ

محفل سوال و جواب (اردو و انگریزی)

جلسہ کے تینوں روز مختلف اوقات میں اس مارکی کے اندر اردو اور انگریزی زبانوں میں سوال و جواب کی

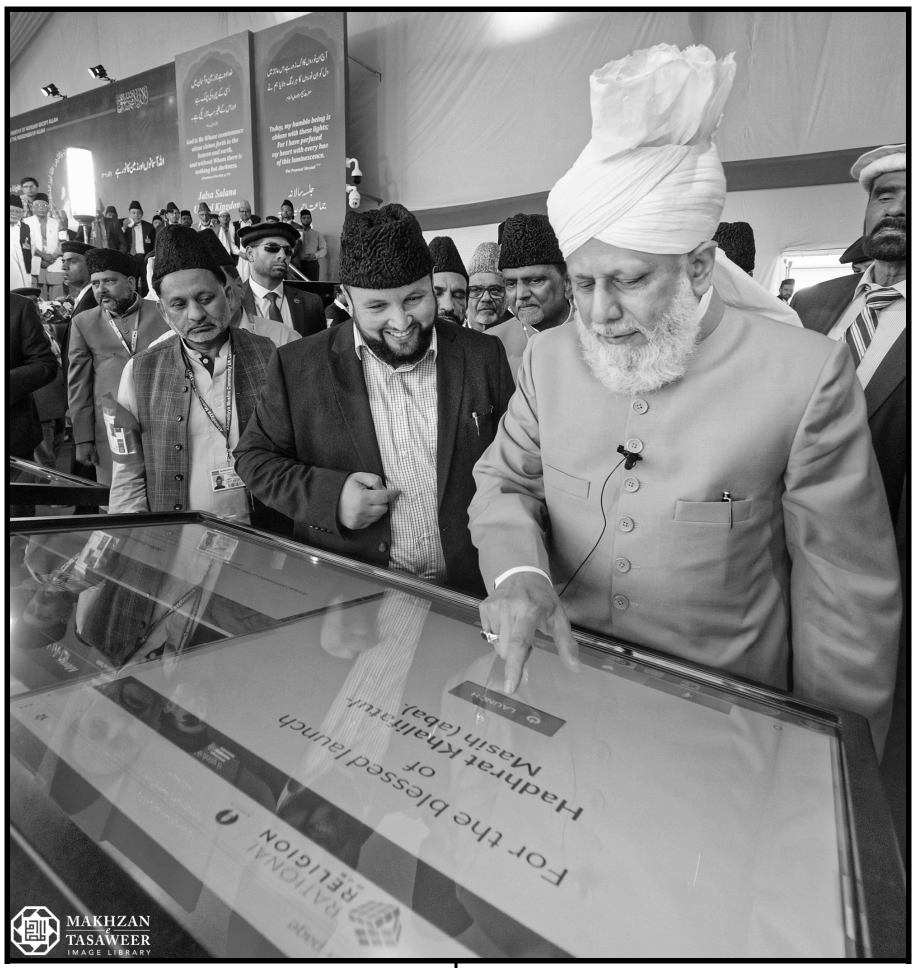

مختلف نشستوں کا انعقاد ہوا جبکہ مختلف موضوعات پر پریزینٹیشنز دی جاتی رہیں۔ بعض نَو احمدیوں نے اپنے قبولِ احمدیت کے واقعات بھی سنائے جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ سوال و جواب کی ان نشستوں میں علمائے سلسلہ کے پینل میں مولانا شبّیر احمد ثاقب صاحب (صدر شعبہ حدیث، جامعہ احمدیہ ربوہ)، محترم ابراھیم نونن صاحب (مبلغ انچارج آئرلینڈ)، مولانا طاہر سلبی صاحب (مبلغ سلسلہ یوکے)، حمزہ الیاس صاحب، قاسم رشید صاحب امریکہ اور مدبر خالد صاحب شامل رہے۔ نیز ان پروگرامز کی میزبانی محترم راجہ عبدالمنان صاحب اور محترم طاہر نصیر صاحب نے کی۔ اس مجلس میں متعدد غیر احمدی و احمدی مہمانوں نے شرکت کی اور علماء کے ابتدائی تعارفی کلمات کے بعد جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے مختلف امور سے متعلق سوالات کر کے ان سے جوابات حاصل کیے۔ اس مارکی سے جلسہ سالانہ کے تینوں روز چھ سو سے زائد غیر احمدی مہمانوں نے استفادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کے دوران تشریف لانے والے متعدد مہمانوں میں سے 10/ افراد نے بیعت کر کے جماعتِ احمدیہ میں شمولیت کی سعادت بھی حاصل کی۔

شعبہ تبلیغ کے تحت منعقد ہونے والی نمائشیں

امسال شعبہ تبلیغ کے تحت چند نمائشیں بھی منعقد کی گئی تھیں۔ ان نمائشوں کا ذکر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبانِ مبارک سے خطبہ جمعہ میں بھی ہوا جب حضور نے شاملینِ جلسہ کو ان نمائشوں کو دیکھنے کی ترغیب دلائی۔

ان نمائشوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. القرآن
2. Pathway to Peace Exhibition
3. Modern History through the Eyes of Quran
4. The Legacy of World War 1: The Ahmadiyya Perspective

شعبہ تبلیغ کے تحت منعقد کیا جانے والا آن لائن مقابلہ تقریر

امسال شعبہ تبلیغ نے آن لائن مقابلہ تقریر (بزبانِ انگریزی) کا انعقاد کروایا جس کا عنوان 'محمّد ﷺ' تھا۔ یہ مقابلہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں ڈچ سیاستدان Geert Wilders کی گستاخیوں کے جواب کے طور پر منعقد کیا گیا تھا تا کہ دنیا کو نبی اکرم ﷺ کی پاکیزہ اور بے مثال سیرتِ مقدّسہ سے متعارف کروایا جا سکے۔ اس مقابلہ میں دنیا بھر سے 25/ تقاریر موصول ہوئیں جن میں سے 7/ تقاریر غیر مسلم لوگوں کی جانب سے بھجوائی گئی تھیں۔ مختلف غیر مسلموں نے اس مقابلہ کو سراہا اور اس کے بارہ میں مثبت آراء کا بھی اظہار کیا۔

جلسہ سالانہ کے پہلے روز جمعۃ المبارک کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ کے اندر ہی شعبہ تبلیغ یوکے کی جانب سے تیار کردہ دو عدد ویب سائٹس True Islam اور Rational Religion کا بھی افتتاح فرمایا۔ ویب سائٹ ٹرو اسلام سے اب تک ساٹھ ہزار سے زائد لوگ استفادہ کر چکے ہیں۔

........................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں مملکتِ پاکستان اور اہلِ پاکستان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/اگست 2012ء میں گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ کے مختلف ایڈیشنوں میں شامل پاکستانی افراد، واقعات اور اشیاء کے ریکارڈز کی تفصیل (منقول از اخبار سنڈے ایکسپریس) پیش کی گئی ہے۔

چند اہم پاکستانی شخصیات جو گینز بُک ورلڈ ریکارڈ کے مختلف ایڈیشنز میں شامل کی گئیں اُن میں سات مرتبہ برٹش اوپن سکواش ٹورنامنٹ جیتنے والے ریکارڈ ہولڈر ہاشم خان، پاکستان کی پہلی خاتون وزیراعظم بےنظیر بھٹو، قوالی کے 125 البم ریکارڈ کروانے والے نصرت فتح علی خان، دنیا کے تیز رفتار ترین باؤلر شعیب اختر، بے شمار فلاحی کاموں کے لئے معروف شخصیت عبدالستار ایدھی کے علاوہ ماہر تعلیم حکیم سیّد ارشاد بھی تھے جنہیں اخبارات کے ایڈیٹرز کو خطوط لکھنے کی تعداد کی بنیاد پر 2001ء کے ایڈیشن میں شامل کیا گیا۔

اسی طرح 1991ء کے ایڈیشن میں جسٹس محمد الیاس کا نام کم عمر ترین سول جج کی حیثیت سے شامل ہوا۔

سکواش کے عالمی چیمپئنز جہانگیر خان اور جان شیر خان کے نام متعدد ایڈیشنوں کی زینت بنے۔ جہانگیر خان 5 سال تک ناقابل شکست رہنے، 10 مرتبہ برٹش اوپن سکواش چیمپئن شپ جیتنے اور دنیا کے سب سے کم عمر ورلڈ اوپن سکواش چیمپئن ہونے کا ریکارڈ رکھتے ہیں، جبکہ جان شیر خان نے سب سے زیادہ یعنی 8 مرتبہ ورلڈ اوپن سکواش چیمپئن شپ جیت کر گینز بُک میں نام لکھوایا۔

2011ء کے ایڈیشن میں کرکٹر عمر گل کا نام شامل کیا گیا جنہوں نے تین سال میں T20 کرکٹ میں مجموعی طور پر 43 وکٹیں حاصل کیں یعنی اوسطاً ہر 13 گیندوں کے بعد ایک کھلاڑی کو آؤٹ کیا۔

1981ء میں گینز بک آف ورلڈ ریکارڈز نے پاکستان کے محمد عالم چنا کو دنیا کا سب سے طویل القامت شخص تسلیم کرلیا اور 1983ء کے ایڈیشن کے سرورق پر عالم چنا کی تصویر بھی شائع ہوئی۔ یہ واحد موقع تھا جب کسی پاکستانی کی تصویر سرورق کی زینت بنی۔

مذکورہ شخصیات کے علاوہ پاکستان کے حوالہ سے جو اشیاء مختلف ایڈیشنوں میں شامل ہوئیں اُن میں:

☆ دنیا کی سب سے بڑی وہیل جو 11 نومبر 1949ء کو کراچی کے قریبی ساحل سے پکڑی گئی۔

☆ 2003ء میں فیصل آباد میں 48 افراد نے 8154 شمعیں جلا کر ایک ہی وقت میں سب سے زیادہ شمعیں جلانے کا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔

☆ دسمبر 1991ء کے ایڈیشن میں اسلام آباد کی ''فیصل مسجد'' کو دنیا کی سب سے بڑی مسجد تسلیم کیا گیا۔

☆ 26 مئی 2004ء کو پاکستان کے ایک شہری ظفر گل نے لاہور میں اپنے کان سے سب سے زیادہ وزن یعنی 51.7 کلوگرام وزن اٹھانے کا مظاہرہ کیا۔

☆ جنوری 2003ء میں گوجرانوالہ کے ایک کاریگر شیخ ظفر اقبال کو دنیا کے سب سے بڑے تالے کا مالک تسلیم کرلیا گیا۔ یہ تالا 1955ء میں اُن کے والد شیخ محمد رفیق نے 3 سال کی محنت سے تیار کیا تھا۔

☆ 22/اکتوبر 2004ء کو جدّہ میں مقیم ایک پاکستانی ڈاکٹر محمد سعید فضل کریم بیبانی کا یہ دعویٰ تسلیم کرلیا گیا کہ وہ قرآن مجید کے سب سے چھوٹے نسخے کے مالک ہیں۔

☆ 22 جون 2002ء کو کراچی میں 10 فٹ 5 انچ لمبا اور 7 فٹ 3 انچ چوڑا Tea-bag تیار کیا گیا جس کا وزن 8.9 کلوگرام تھا۔

☆ 11 نومبر 2006ء کو دوحہ میں ایشیائی کھیلوں کے موقع پر پاکستان میں تیار کی گئی دنیا کی سب سے بڑی فٹبال کی نمائش کی گئی جس کا قطر 29.77 فٹ تھا۔

☆ 24 جون 2008ء کو چانڈکا میڈیکل کالج ہسپتال لاڑکانہ میں کئے جانے والے ایک آپریشن میں وزیر محمد جاگیرانی نامی ایک مریض کے گردے سے 620 گرام وزنی پتھری نکالی گئی۔

☆ 15 جولائی 2009ء کو ضلع ٹھٹھہ کی ساحلی پٹی پر 400 رضا کاروں نے ایک دن میں 5 لاکھ 41 ہزار 176 پودے لگا کر نیا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔

☆ 3 جنوری 2008ء کو کراچی میں دنیا کا سب سے بڑا کُرتہ پیش کیا گیا جس کی لمبائی 101 فٹ اور چوڑائی 59 فٹ 3 انچ تھی اور اس میں 800 گز کپڑا استعمال ہوا تھا۔

...❀...❀...❀...

اعزازات

2012ء کے روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کے مختلف شماروں میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق:

☆ جون 2012ء میں پشاور میں منعقد ہونے والی جونیئر سوئمنگ چیمپئن شپ میں عزیزم محمد یحییٰ ابن مکرم محمد اشرف بابر صاحب نے پنجاب سوئمنگ ٹیم کی طرف سے حصہ لیا اور انڈر 16 میں 12 طلائی تمغے اور 2 نقرئی تمغے حاصل کئے اور چھ نئے ریکارڈز بھی قائم کئے۔ جولائی 2012ء میں منعقد ہونے والی آل پاکستان انٹر سکولز سوئمنگ چیمپئن شپ میں عزیز نے تین گولڈ میڈل حاصل کئے اور بہترین تیراک بھی قرار پائے۔

☆ مکرم غالب احمد طاہر صاحب واقفِ نَو ابن مکرم پروفیسر مبشر احمد طاہر صاحب نے آل پاکستان انٹر کالجز و یونیورسٹیز کے کمپیوٹر پراجیکٹس نمائش کے مقابلہ میں دوسری پوزیشن حاصل کر کے شیلڈ اور سرٹیفکیٹ کے علاوہ نقد انعام 20 ہزار روپے حاصل کیا۔

☆ مکرمہ نائمہ مبارک صاحبہ بنت مکرم مبارک احمد بھٹی صاحب نے قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے M.Sc. میں اوّل آکر نقد انعام اور چانسلرز میڈل حاصل کیا ہے۔

☆ مکرمہ کنزہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب گورایہ نے B.Sc. کے امتحان میں کراچی یونیورسٹی میں اوّل آنے اور نیا ریکارڈ قائم کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

☆ مجلس صحت پاکستان میں مارشل آرٹ کے صدر مکرم سیّد نادر سیّدین صاحب نے تائیکوانڈو بلیک بیلٹ 4th ڈان ورلڈ فیڈریشن کوریا اور یونیورسل تائیکوانڈو فیڈریشن امریکہ سے ماسٹر ڈگری حاصل کی تھی، بعدازاں ورلڈ مارشل آرٹ فیڈریشن کے تحت 5th ڈان بلیک بیلٹ کے ٹیسٹ میں کامیابی حاصل کی تھی جس میں پاکستان سے 18 مارشل آرٹسٹس نے حصہ لیا تھا اور صرف 3 بلیک بیلٹ ہولڈر کامیاب قرار پائے تھے۔ مکرم سیّد نادر سیّدین صاحب کو ورلڈ مارشل آرٹ فیڈریشن امریکہ نے پاکستان میں اپنی فیڈریشن کا ڈائریکٹر اور ٹیکنیکل ایڈوائزر مقرر کیا ہے۔ نیز آپ کو ورلڈ آل سٹائر مارشل آرٹس فیڈریشن برطانیہ، ورلڈ پرسنل مارشل آرٹس فیڈریشن ناروے، ورلڈ بلیک بیلٹ فیڈریشن امریکہ، ورلڈ Zen Doka مارشل آرٹ اینڈ کِک باکسنگ ایسوسی ایشن امریکہ اور ورلڈ آل کورین مارشل آرٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے پاکستان میں اپنا نمائندہ بھی مقرر کیا ہے۔

☆ مکرمہ انیلہ عارف صاحبہ بنت مکرم محمد عارف طاہر صاحب مربی سلسلہ F.Sc. پری میڈیکل میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ سرگودھا میں سوم آئیں۔

☆ مکرمہ ملیحہ سلیم صاحبہ بنت مکرم سلیم احمد صاحب آف راولپنڈی F.Sc. پری میڈیکل میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ راولپنڈی میں لڑکیوں میں اوّل آئی ہیں۔

☆ مکرم توقیر احمد صاحب ابن مکرم لیاقت علی بٹر صاحب نے F.Sc. پری میڈیکل میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ سرگودھا میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

...❀...❀...❀...

جزیرہ مالٹا

بحراوقیانوس میں یورپ اور شمالی افریقہ کے درمیان واقع جزیرہ مالٹا ہے جس کا رقبہ 122 مربع میل ہے جبکہ آبادی قریباً چار لاکھ ہے۔ یہاں کے باشندے نسلاً اہل قرطاجنہ سے ہیں اور مذہباً کیتھولک عیسائی ہیں۔

بعض مؤرخین کے مطابق ہزاروں سال پرانی تحریروں میں بھی اس جزیرے کا ذکر ملتا ہے۔ یہاں کی صدیوں پرانی عمارتیں بھی اس بات کی گواہ ہیں کہ یہاں تعمیر و ترقی کا عمل بہت پہلے شروع ہوچکا تھا۔ اس جزیرے پر قبضہ کا مطلب یہ ہے کہ دو براعظموں کے درمیان ہونے والی تجارت پر بھی کنٹرول حاصل ہوجانا۔ چنانچہ مختلف ادوار میں یہاں مختلف قوموں کا قبضہ رہا ہے جن میں یونانی، کارتھیجین، رومن، اطالوی، عرب، فرانسیسی اور برطانوی شامل ہیں۔ عربوں کی حکومت 870ء سے 1090ء تک یہاں رہی جس دوران یہاں بے شمار عمارات تعمیر کی گئیں۔ یہاں کی سرکاری زبان مالٹی بھی عربی سے بہت قریب ہے۔ میڈنا (مدینہ) کا شہر عربوں کا تعمیر کردہ ہے جو ایک عرصہ تک مالٹا کا دارالحکومت رہا ہے۔ موجودہ دارالحکومت ویلٹا ہے جو اِس جزیرے کا واحد شہر ہے جسے باقاعدہ منصوبہ بندی کرکے تعمیر کیا گیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں اِس شہر کو جرمنوں نے خاص طور پر نشانہ بنایا تھا کیونکہ اتحادیوں کے بحری جہاز یہاں سے تیل اور رسد حاصل کرتے تھے۔ جزیرہ مالٹا میں کُل پانچ شہر اور ایک سو سے زائد دیہات ہیں۔ سیاحوں کی یہاں آمد سارا سال ہی جاری رہتی ہے۔

...❀...❀...❀...

پیٹروناس ٹاورز۔ ملائشیا

روزنامہ ''الفضل ربوہ'' 25 جولائی 2012ء میں کوالالمپور میں تعمیر کئے جانے والے ملائشیا کی صنعتی ترقی کی علامت پیٹروناس ٹاورز کا تعارف شاملِ اشاعت ہے۔

15/اپریل 1996ء کو تکمیل کے بعد ان ٹاورز کو دنیا کی بلند ترین عمارت کہلانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ لیکن 17/اکتوبر 2003ء کو تائیوان میں تعمیر ہونے والا 1676 فٹ بلند ''تائی پہیہ 101'' (فنانشل سنٹر) بلند ترین عمارت بن گیا۔

آٹھ ملین مربع فُٹ زمین پر قائم پیٹروناس ٹاورز کی انڈرگراؤنڈ پارکنگ میں ساڑھے چار ہزار گاڑیاں کھڑی کرنے کی گنجائش ہے۔ دفاتر، شاپنگ سنٹرز اور تفریح کی جدید سہولتوں کے علاوہ مسجد، ملٹی میڈیا کانفرنس سنٹر، پٹرولیم میوزیم اور ایک سمفنی ہال (Symphony Hall) بھی اس عمارت کا حصہ ہیں۔

یہ ٹاورز آٹھ کونوں والے ستارے کی شکل میں تیار کی گئی بنیاد کے اوپر ستارے کی شکل میں ہی بلند ہوتے ہیں۔ 88 منزلہ دونوں ٹاورز کو 42 ویں منزل پر ایک لچکدار سکائی برج کے ذریعے آپس میں ملایا گیا ہے۔ ان ٹاورز میں سٹیل اور شیشے کا کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ سٹیل کا وزن قریباً 37 ہزار ٹن ہے۔

...❀...❀...❀...

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2/اکتوبر 2012ء میں مکرم فاروق محمود صاحب کی خلافت کے حوالہ سے ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب درج ذیل ہے:

رہبر کے لئے دوستو راہوں کو سجا دو
اور دیدہ و دل فرشِ سرِراہ بچھا دو
اس رہ میں اَنا کی سبھی دیواریں گرا دو
ہے اس میں فضیلت سرِتسلیم جھکا دو
ہے جائے ادب دوستو دربارِ خلافت
پہنائی خدا نے جسے دستارِ خلافت

مامور جسے کرتا ہے، دیتا ہے سکینت
غیّور خدا رکھتا ہے پھر اُس کے لئے غیرت
جب بوجھ اُٹھانے کی بشر پائے نہ طاقت
سر گود میں رکھتا ہے بندھاتا ہے وہ ہمّت
دنیا میں وہی واقفِ اسرارِ خلافت
پہنائی خدا نے جسے دستارِ خلافت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3/ستمبر 2012ء میں مکرم نسیم سیفی صاحب کی، اہلِ پاکستان کے حوالہ سے کہی جانے والی، ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب درج ذیل ہے:

چاند چمکے گا، ستارے جھلملاتے جائیں گے
زندگی کے سب مناظر جگمگاتے جائیں گے
ذہن پر چھایا رہے گا ایک کیفِ سرمدی
دل کی دنیا کے مغنی گیت گاتے جائیں گے
جستجوئے امنِ عالم ہے ہماری زندگی
ہم لگا دیں گے اسی مقصد میں ساری زندگی
اہلِ پاکستان ہیں ہم خیر خواہِ جِنّ و انس
پیار میں پیاروں کے کٹ جائے گی پیاری زندگی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
August 31, 2018 – September 06, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday August 31, 2018

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:10	Yassarnal Qur'an
01:40	National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2011
02:25	In His Own Words
03:00	Spanish Service
03:15	Khazain-ul-Mahdi
03:50	Tarjamatul Qur'an Class
04:55	Qur'an Sab Se Acha
05:30	Truth Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Qur'an
06:55	Islamic Jurisprudence
07:30	Husn-e-Biyan
08:00	Pakistan National Assembly 1974
09:00	An Audience With Huzoor: Recorded on March 26, 2011.
09:35	History of MTA In Mauritius
10:00	In His Own Words
10:35	The Prophecy Of Khilafat
10:55	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat [R]
13:45	Attractions Of Australia
14:25	Shotter Shondhane
15:25	Pakistan National Assembly 1974 [R]
16:30	Friday Sermon [R]
17:35	Noor-e-Mustafwi
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Islamic Jurisprudence [R]
19:05	Noor-e-Mustafwi [R]
19:30	An Audience With Huzoor [R]
20:05	The Prophecy Of Khilafat [R]
20:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:35	Friday Sermon [R]
22:45	Attractions Of Australia [R]
23:15	Husn-e-Biyan [R]

Saturday September 01, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	Masjid Aqsa Qadian
01:00	Yassarnal Qur'an
01:25	An Audience With Huzoor
02:10	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
02:30	In His Own Words
03:05	Islamic Jurisprudence
03:40	Dars-e-Hadith
04:00	Friday Sermon
05:10	The Concept Of Bai'at
05:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
07:05	Aao Urdu Seekhain
07:30	Islam Ahmadiyya In America
08:00	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on August 31, 2018.
10:10	In His Own Words
10:45	Dua-e-Mustaja'ab
11:10	Indonesian Service
12:15	Tilawat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Khazain-ul-Mahdi
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	The History Of Islam In Spain
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Aao Urdu Seekhain [R]
19:00	Islam Ahmadiyya In America [R]
19:30	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Bangladesh 2016
21:15	International Jama'at News
22:05	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih I (ra)
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Khazain-ul-Mahdi [R]

Sunday September 02, 2018

00:15	World News
00:35	Tilawat
01:00	Al-Tarteel
01:25	Huzoor's Jalsa Salana Address Bangladesh 2016
02:40	In His Own Words
03:15	Aao Urdu Seekhain
03:35	Islam Ahmadiyya In America
04:10	Friday Sermon
05:20	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih III (ra)
05:30	Khazain-ul-Mahdi
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Rah-e-Huda: Recorded on September 1, 2018.
08:35	Roots To Branches
09:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
10:00	In His Own Words
10:35	Khazain-ul-Mahdi
11:05	Indonesian Service
12:10	Tilawat [R]
12:25	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:40	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 31, 2018.
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:15	In His Own Words [R]
16:55	Persecution Of Ahmadis
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Story Time
19:00	Islamic Jurisprudence
19:35	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
20:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:55	Persecution Of Ahmadis [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:45	Roots To Branches [R]

Monday September 03, 2018

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:50	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:05	Yassarnal Qur'an
01:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:25	In His Own Words
03:00	Persecution Of Ahmadis
03:30	Friday Sermon
04:50	Ilmul Abdaan
05:10	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
05:40	Roots To Branches
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
07:00	Rencontre Avec Les Francophones
08:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:25	Jalsa Salana Speeches
09:00	National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2011
09:35	In His Own Words
10:10	Masjid Noor Qadian
10:25	Swahili Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on March 23, 2018.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2011 [R]
15:40	In His Own Words
16:30	International Jama'at News
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Swedish Service
19:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
19:25	Jalsa Salana Speeches
20:00	National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2011 [R]
20:40	In His Own Words [R]
21:20	Pakistan National Assembly 1974
22:10	Muslim Scientists
22:30	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:40	Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as) [R]

Tuesday September 04, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Al-Tarteel
01:30	National Waqfeen-e-Nau Ijtema 2011
02:15	In His Own Words
03:00	International Jama'at News
04:00	Rencontre Avec Les Francophones
05:10	Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as)
05:30	Jalsa Salana Speeches
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Liqa Ma'al Arab
08:00	Story Time
08:15	Pakistan In Perspective
08:50	Gulshan-e-Waqfe Nau
09:50	In His Own Words
10:30	Attractions Of Australia
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 31, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:15	Pakistan In Perspective [R]
17:00	Islamic Jurisprudence
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Rah-e-Huda: Recorded on July 7, 2018.
20:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
21:15	In His Own Words [R]
21:50	Maidane Amal Ki Kahani
22:30	Liqa Ma'al Arab [R]
23:30	Attractions Of Australia [R]

Wednesday September 05, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:55	Dars-e-Malfoozat
01:05	Yassarnal Qur'an
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:25	Pakistan In Perspective
03:15	Islamic Jurisprudence
03:55	Liqa Ma'al Arab
05:10	Meri Nasira Wo Naik Akhtar
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
07:00	Question And Answer Session
08:00	The Rightly Guided Khilafat
09:00	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on December 28, 2016.
10:00	In His Own Words
10:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:05	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 31, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Huzoor's Jalsa Salana Address 2016 [R]
16:10	In His Own Words [R]
16:45	Rohaani Khazaa'in [R]
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Horizon d'Islam
19:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Huzoor's Jalsa Salana Address 2016 [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:30	Hamdiyya Majlis
22:30	Question And Answer Session [R]
23:15	Rohaani Khazaa'in [R]

Thursday September 06, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address 2016
02:30	In His Own Words
03:05	The Rightly Guided Khilafat
04:00	Question And Answer Session
05:10	Hamdiyya Majlis
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on September 9, 1996.
08:05	Islamic Jurisprudence
08:40	The Prophecy Of Khilafat
09:00	Pan African Dinner 2011
09:30	In His Own Words
10:05	Qur'an Sab Se Acha
10:50	Japanese Service
11:05	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 31, 2018.
14:05	Islamic Jurisprudence [R]
14:40	In His Own Words
15:25	Persian Service
15:55	Friday Sermon [R]
17:00	Open Forum
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Qur'an Sab Se Acha [R]
19:00	Open Forum [R]
19:40	Khazain-ul-Mahdi
20:10	Friday Sermon [R]
21:15	In His Own Words
21:50	Truth Matters [R]
22:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30	Prophecies In The Bible

***Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).**

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 31 August 2018 | Issue No. 35

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 52ویں جلسہ سالانہ 2018ء کی مختصر رپورٹ

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 52ویں جلسہ سالانہ میں 115 ممالک کے 38ہزار 510افراد کی شمولیت۔

خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شاملینِ جلسہ اور ڈیوٹی دینے والے رضا کاروں کو دعاؤں کی طرف توجہ کرنے، نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بھائی چارہ کے ساتھ کام کرتے ہوئے جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرنے کی تاکیدی نصائح

پرچم کشائی۔ جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی۔ دیگر متفرق تقاریب

جلسہ سالانہ کے افتتاحی خطاب میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قرآنِ کریم، آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں میں سے بعض کی لطیف تشریحات اور ان کے معانی کو سمجھتے ہوئے ان کے ورد کی تحریک

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے پہلے روز کی کارروائی کی مختصر رپورٹ)

ناظم رپورٹنگ جلسہ گاہ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں جاری ہونے والے جلسہ سالانہ کی برکات سے آج خلافتِ احمدیہ کی بدولت ساری دنیا فیض پا رہی ہے۔ ہر ملک میں جہاں جہاں جماعت کا باقاعدہ قیام ہو چکا ہے ملکی قوانین اور انتظامیہ کی اجازت کے ساتھ جلسہ سالانہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

جماعتِ احمدیہ برطانیہ وہ خوش نصیب جماعت ہے جہاں کے جلسہ کو حضرت امیر المومنین ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت قیام کی وجہ سے انٹرنیشنل اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ لوگ پوری دنیا سے کشاں کشاں اس جلسہ میں شمولیت کی غرض سے آنے کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے جذبہ کے پیشِ نظر وقفِ عارضی کر کے بھی یہاں پہنچتے ہیں۔

امسال مورخہ 3/ تا 5/ اگست 2018ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار برطانیہ کی کاؤنٹی ہمپشائر (Hampshire) کے قصبہ آلٹن (Alton) میں واقع 208/ ایکڑ پر محیط جماعتِ احمدیہ کے ملکیتی رقبہ 'حدیقۃ المہدی' میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 52ویں سہ روزہ جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوا۔ دنیا بھر کے 115 ممالک سے 38ہزار 510/ افراد نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے روحانی اور جسمانی طور پر براہِ راست فیض پانے کی غرض سے اس جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ اس جلسہ میں شامل ہونے والے مرد و زَن نے دنیا کے مختلف علاقوں سے یہ سفر محض اللہ تعالیٰ کی رضا، اپنے ایمان، یقین اور معرفت کو ترقی دینے، دینی فائدہ اٹھانے، اپنی معلومات کو وسیع کرنے اور دنیا کے مختلف خِطّوں سے تعلق رکھنے والے اپنے دینی بھائیوں سے ملنے کے لئے اختیار کیا۔ ان کے یہاں حاضر ہونے کے بڑے مقاصد میں سے ایک مقصد دنیا کے دھندوں اور کاروبار سے ایک دفعہ الگ ہو کر اپنے دلوں کو کلّی طور پر آخرت کی طرف جھکانے کی کوشش بھی تھا۔

دنیا بھر سے ہزاروں افراد اپنے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا وارث بنانے کے لئے کشاں کشاں اس جلسہ کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

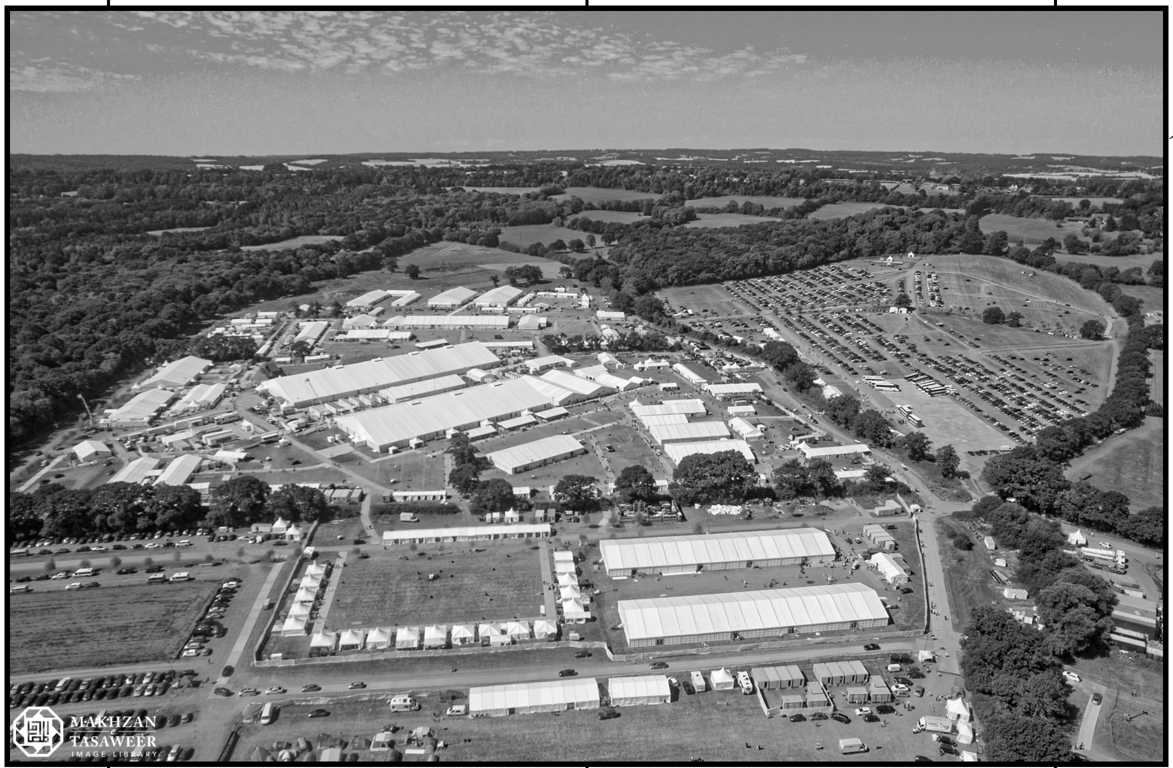

معائنہ جلسہ سالانہ 2018ء

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 29/ جولائی 2018ء بروز اتوار جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا معائنہ فرما کر ان کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

(اس کی قدرے تفصیلی رپورٹ گزشتہ شماروں میں شائع ہو چکی ہے۔)

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی میں قیام

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ مسجد فضل لندن سے مورخہ 02/ اگست 2018ء کو حضورِ انور کی رہائشگاہ واقع مسجد فضل لندن سے حدیقۃ المہدی کے لئے روانہ ہوا۔ جلسہ کے تینوں دن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی قیامگاہ واقع حدیقۃ المہدی میں قیام فرمایا۔ جلسہ سالانہ کے تیسرے روز نمازِ مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد حضرت امیر المومنین ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حدیقۃ المہدی سے روانہ ہو کر مسجد فضل لندن میں واپس تشریف لے آئے۔

پہلا دن جمعۃ المبارک 03/ اگست 2018ء

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 4 بج کر 30 منٹ پر جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھائی۔ بعد ازاں حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ آج صبح ہی سے مہمان اور لوکل احمدی احباب و خواتین اپنی رہائشگاہوں سے جلسہ گاہ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔

خطبہ جمعہ

حضورِ انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ایک بجے جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوئے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ (اس کا

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں